49

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔اکتوبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات مواصلات وتعمیرات اور بہبود آبادی)

ا۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

۲۔ غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤنوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

رپورٹ (جو پیش کی جائے گی)

میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی سالانہ کارکردگی

رپورٹ بابت سال 04-2003

51

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

پیر، 17-اکتوبر 2005

(یوم الاثنین، 12- رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح دس بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُواْ بِهِۦ شَيْـًٔا ۖ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا وَبِذِى ٱلْقُرْبَىٰ
وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْجَارِ ٱلْجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ
بِٱلْجَنۢبِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ
مُخْتَالًا فَخُورًاo ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَآ
ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًاo

سُوْرَۃُ النِّسَاء آیات 36 تا 37

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتاo جو خود بھی بُخل کریں اور لوگوں کو بھی بُخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہےo

وماعلینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ مواصلات و تعمیرات اور بہبود آبادی کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

زلزلہ کے علاقہ میں وزراء کے دوروں کے دوران پروٹوکول کی وجہ سے امدادی کارروائیوں میں رکاوٹ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!اخبار میں خبر ہے کہ "پنجاب کے وزراء کے دورے امدادی کارروائیوں میں رکاوٹ بن گئے۔"زلزلہ زدگان کی جو صورتحال ہے اور ان کی امداد کے لئے لوگ سامان خورد و نوش لے کر جا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو دوست وزراء وہاں جاتے ہیں اگر یہ ان دنوں کے لئے پروٹوکول کو تھوڑا سا موقوف کر دیں تو پھر ان کی دل شکنی نہیں ہو گی بلکہ حوصلہ افزائی ہو گی اور امدادی کاموں میں بھی رکاوٹ نہیں بنے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!ارشد بگو صاحب نے جو نشاندہی فرمائی ہے میرے خیال میں یہ اخباری خبر درست نہیں ہے۔ میں نے خود بھی وہاں اپنے بھائیوں کے پاس جانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میں بغیر کسی پروٹوکول اور بغیر وائرلیس کے وہاں گیا ہوں۔ کسی کو بھی نہیں بتایا بلکہ ایک عام شہری کے طور پر ان سے ملا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مظفر آباد میں گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی۔

جناب سپیکر: اچھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا!یقین کیجئے گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی ہدایت پر سامان اکٹھا کرنے اور مسلم لیگ ہاؤس 4۔مارگلہ روڈ اسلام آباد deliver کرنے کے بعد اداروں کے ذریعے ہی تقسیم کر رہے ہیں بلکہ ہم تو 10th Corp والوں کو پہنچاتے ہیں تاکہ امدادی سامان صحیح جگہ پر

پہنچایا جا سکے۔ ہم خود جا کر جو کچھ بھی کر سکتے ہیں، کرتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس انسانیت سوز واقعہ میں ہمارے پیارے ہم سے اس طرح بکھر گئے ہیں جس طرح اب بات کرتے ہوئے میرے جملے مجھ سے بکھر رہے ہیں۔ پروٹوکول کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ کچھ بھی نہیں ہوتا، یہ تو ایک بنیادی چیز ہے جو کسی وقت ملحوظ خاطر ہو جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے جو بھی ساتھی وہاں جا رہے ہیں وہ بغیر پروٹوکول کے جا رہے ہیں، آئندہ بھی جو جائیں گے وہ بھی بغیر پروٹوکول کے جائیں گے۔ جس طرح ان کے دلوں میں خدمت کا جذبہ ہے اسی طرح ہمارے دلوں میں بھی ہے۔ آپ جو تجاویز دیتے ہیں ہمارے لئے یہ بھی قابل قدر ہیں۔ یہ بہت اچھی تجاویز ہیں اور حکومت ان کو ستائش کی نظر سے دیکھتی ہے۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ جات مواصلات و تعمیرات اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص!

جناب ارشد محمود بگو: On his behalf سوال نمبر 1701 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1701 دریافت کیا) جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چوبرجی کوارٹرز لاہور کی حالت اور خصوصی مرمت کی تفصیل

*1701: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا 1999 سے 2002 کے دوران گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی خصوصی مرمت کی گئی، اس پر ہر سال کتنا خرچ آیا اور یہ بھی بتایا جائے کہ خصوصی مرمت کروانے کا کیا معیار ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی تعمیر 1928 میں کی گئی تھی اور ان کوارٹروں کی بلڈنگز اپنی میعاد پوری کر چکی ہیں اور نہایت خستہ حال ہو چکی ہیں، ان کی مرمت کروانا رقم ضائع کرنے کے مترادف ہے؟

(ج) کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے کہ ان تمام کوارٹروں کو گرا کر نئی ملٹی سٹوری بلڈنگز اور فلیٹ تعمیر کئے جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ہاں! 1999 سے 2002 کے دوران چوبرجی کوارٹروں کی خصوصی مرمت کی گئی تھی اور اس ضمن میں سالانہ خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم
1999-2000	2.382 ملین روپے
2000-2001	1.862 ملین روپے
2001-2002	1.213 ملین روپے

ایسی عمارات یا کوراٹر جن کی مدت ختم ہو چکی ہوتی ہے ان کو پالیسی کے مطابق گرا دیا جاتا ہے تاکہ کسی ناگہانی حادثہ کا سد باب ہو سکے۔ ایسی عمارات یا کوارٹر جن کی خصوصی مرمت سے ان کی مدت بڑھائی جا سکتی ہے ان کی حالت کے پیش نظر اور الاٹیوں کی رضامندی پر خصوصی مرمت کے estimate بنائے جاتے ہیں، وسائل کی فراہمی کے بعد موقع پر کام کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چوبرجی کوارٹر 1928 میں تعمیر کئے گئے مگر ابھی ان کوارٹروں کا بنیادی ڈھانچہ اس قابل ہے کہ خصوصی مرمت کے ذریعے ان کی لائف بڑھائی جا سکے اور ملازمین کو رہائشی سہولت مہیا کی جا سکے۔

(ج) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے تمام کوارٹروں کو گرا کر نئی ملٹی سٹوری بلڈنگز اور فلیٹ بنائے جانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ سوال چوبرجی کوارٹروں کے متعلق ہے۔ یہ کوارٹر 1928 میں بنے تھے اور اس جواب کے مطابق ان پر تقریباً 5 ملین روپے خرچ ہو چکا ہے لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ وہ گرنے کے قابل ہیں۔ جس طرح حکومت نے سرکاری ملازمین کی رہائش کے لئے ایک فاؤنڈیشن بنائی تھی کہ جو لوگ دس یا بیس سال بعد ریٹائر ہوں گے ان کو گھر دیئے جائیں گے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ کوارٹرز جن کی مدت ختم ہو چکی ہے اور ان کی تعمیر کا tenure بھی ختم ہو چکا ہے کیا جو لوگ اب ریٹائرڈ ہو رہے ہیں حکومت ان کو یہ کوارٹر قیمتاً دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے کیونکہ یہ رہائشی کالونی جو 1928 میں بنائی گئی تھی یہ حاضر سروس لوگوں کے لئے ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ کوئی عمارت کسی ناگہانی حادثے کا باعث بن سکتی ہے تو اسے ایک cordial process کے ذریعے گرا دیا جاتا ہے اور جو infrastructure مرمت ہو سکتا ہے اسے مرمت کر دیا جاتا ہے۔ جب لوگ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں تو پھر یہ جگہ نئے لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ریٹائرڈ ہونے والے لوگوں کے لئے ایک نئی سکیم بنائی ہے۔ لوگ ابھی اس میں apply کر دیتے ہیں اور ان کی تنخواہ میں سے کچھ کٹوتی ہوتی ہے۔ جب وہ ریٹائرڈ ہوں گے تو ان کو وہاں پر گھر ملیں گے لیکن ان کالونیوں میں سے دینا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! 1997 میں اسی قسم کا ارشد عمران سلہری کی طرف سے ایک سوال آیا تھا جس پر کمیٹی بنی تھی اس وقت کھوسہ صاحب منسٹر تھے۔ کمیٹی صرف اس point پر بنی تھی کہ جو کوارٹر گرنے کے قابل ہیں، اب جو مرمت کے بھی قابل نہیں ہیں، جو سکیم انہوں نے بنائی ہے یہ تو ان کی حکومت جانے کے بعد بھی شاید لوگوں کو نہ ملیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ چونکہ انہوں نے گھر تو دینے ہیں۔ 1997 میں جو کمیٹی بنی تھی اس نے بھی یہ approve کیا تھا کہ یہ کوارٹر ان لوگوں کو دے دینے چاہئیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ زمین بھی انہوں نے دینی ہے کوارٹر بھی لوگوں نے خود بنانے ہیں اس پر وہ غور کریں، خیر خواہانہ جذبے کے تحت اس پر ہمدردانہ غور کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ان کا جذبہ بہت صادق اور احسن ہے لیکن یہ سرکاری گھر جو ہوتے ہیں جس طرح چیف سیکرٹری کا گھر ہے اگر اس کے ریٹائر ہونے پر اس کو دے دیا جائے تو آنے والے کے لئے نیا بنایا جائے گا تو یہ آنے والے کے لئے نیا بنانے کی بجائے جانے والوں کے لئے نیا گھر بنانے کی تجاویز بن چکی ہیں۔ جو کمیٹی 1997 میں بنی تھی ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ special repair کروانے کا کیا criteria ہے، اس کی یہ وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! special repair کا یہ criteria ہے میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ وہاں کا جو رہائشی ہے وہ ہمارے محکموں کو inform کرتا ہے کہ یہ چیزیں بری حالت میں ہیں، خستہ حالت میں ہیں۔ اس کے بعد ہمارا اوورسیئر وہاں پر جاتا ہے سروے کرنے کے بعد وہ ہمیں رپورٹ کرتا ہے اگر مناسب ہوتا ہے تو پھر ہم اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1702

فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کی تعمیر نو کی تفصیل

*1702: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کی تعمیر نو کا منصوبہ زیر تکمیل ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کتنی لاگت سے کب تک مکمل ہو گا، کیا اس منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے اگر شروع ہو چکا ہے تو کتنا کام مکمل ہوا ہے؟

(ج) اس منصوبہ کا ٹھیکہ کس فرم / ادارہ کے سپرد کیا گیا ہے کیا یہ سڑک دو رویہ بنائی جائے گی اور اس سڑک کی تعمیر کی اہم خصوصیات سے مطلع فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔ لاہور شیخوپورہ فیصل آباد روڈ کی B.O.T کے تحت دو رویہ تعمیر کے لئے M/S L.A.F.C.O اور حکومت پنجاب کے درمیان 30- ستمبر 2003 کو معاہدہ طے پایا جس کے مطابق یہ منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

(ب) اس منصوبہ کا تخمینہ 4۔ ارب روپے ہے جو 42 ماہ میں مکمل ہو گا۔ اس منصوبہ پر کام کا آغاز ہو چکا ہے اور اب تک اس سڑک کا لاہور شیخوپورہ (34 کلو میٹر) سیکشن مکمل کر لیا گیا ہے۔

(ج) یہ منصوبہ 4 کمپنیوں کے ایک consortium بنام M/S L.A.F.C.O نے حاصل کیا جس میں F.W.O، خالد رؤف اینڈ کمپنی، حبیب رفیق اور سچل کمپنیاں شامل ہیں۔ یہ سڑک دو

روپیہ بنائی جائے گی۔

اس سڑک کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

اس سڑک کی تعمیر B.O.T کی بنیاد پر ہو گی جس کے تحت شیخوپورہ فیصل آباد سیکشن میں ایک مکمل نئی سڑک موجودہ سڑک کے بائیں جانب تعمیر کی جائے گی جبکہ موجودہ سڑک کو کشادہ اور مضبوط کیا جائے گا۔ دونوں طرف کی سڑکیں 7.3 میٹر (24 فٹ) چوڑی ہونگی اور یہ سڑکیں carpeted ہوں گی۔

ان کے اندرونی شولڈر 1.0 میٹر ہوں گے جبکہ بیرونی شولڈر 2.5 میٹر ہوں گے۔

دونوں سڑکوں کے درمیان median ہو گا۔

اس سڑک پر واقع آبادی والے حصے میں سروس روڈ اور سائیڈ ڈرین تعمیر کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! وزیر موصوف اتنا جواب فرما دیں کہ سڑک ابھی تک مکمل نہیں ہوئی لیکن ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کا جواب دینے سے پہلے ایک تجویز پیش کروں گا کہ سماں صاحب پہلے اس سڑک پر سفر کریں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: سماں صاحب! تشریف رکھیں پہلے ان کا جواب سن لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! لاہور سے شیخوپورہ تک یہ سڑک مکمل ہو چکی ہے صرف اس پر ٹول ٹیکس تجویز کیا گیا ہے۔ شیخوپورہ سے فیصل آباد تک کی جو سڑک ہے وہ نا مکمل ہے اور اس پر کوئی ٹول ٹیکس نہیں لیا جا رہا۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں نے خود ٹول ٹیکس دیا ہے۔ میں یہ بات حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں اور یہ خود ابھی جا کر چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: فیصل آباد سے شیخوپورہ تک؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جی، ہاں۔ جناب والا! میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ٹیکس دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر کونسی جگہ پر ٹیکس ہے ؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں ننکانہ صاحب گیا تو انہوں نے مجھ سے ٹول ٹیکس لیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ جو اس کے portions مکمل ہو چکے ہیں۔۔۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں حلفاً کہہ رہا ہوں اگر میں غلط بات کر رہا ہوں تو میں اپنی سیٹ سے resign کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے جواب کا جو پہلا فقرہ ہے اس کی recording دیکھ لی جائے۔ میں نے کہا ہے کہ جو حصے مکمل ہو چکے ہیں ان پر صرف ٹیکس لیا جاتا ہے جو حصے under construction ہیں ان پر کوئی ٹیکس نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا جواب یہ تھا کہ لاہور سے شیخوپورہ تک روڈ مکمل ہو چکی ہے اور اس پر ہم نے ٹول ٹیکس لگایا ہوا ہے۔ شیخوپورہ سے فیصل آباد تک سڑک ابھی مکمل نہیں ہوئی اس پر کوئی toll وغیرہ نہیں ہے۔ پلیز! یہ ensure کروادیں کہ اگر سڑک مکمل نہیں ہوئی اور اس پر ٹول ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے تو وہ آج سے ہی ہٹادیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب! میں نوٹ کر لیتا ہوں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! شیخوپورہ فیروزوٹواں کے درمیان ٹول ٹیکس لگا ہوا ہے۔ میں نے خود ٹیکس دیا ہے اور یہ بات میں on oath کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وزیر صاحب سے گزارش کر دی ہے آج سے وہ ٹیکس ہٹادیا جائے گا۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! آج سے تو وہ ٹیکس ہٹادیا جائے گا مگر جو وصول کیا جا چکا ہے اس کی کیا remedy ہے ؟

جناب سپیکر: کیا ہونا چاہئے آپ فرمادیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہماری remedy تو آپ ہیں، ہم نے تو آپ سے ہی گزارش کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کی remedy کے متعلق میں گزارش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر کسی ایسے حصے کا، ایسی جگہ کا ٹول ٹیکس لیا جاتا ہے جو incomplete ہے وہ ایک پرچی دیتے ہیں یہ ہمیں پرچی لا کر دیں ہم وہ جرمانے کے ساتھ ان کو واپس کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب افضل سلطان ڈوگر!

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب والا! چودھری سماں صاحب ہمارے بھائی ہیں وہ یہاں پر جھوٹ نہیں بول رہے میں اس علاقے کا رہنے والا ہوں شیخوپورہ سے جب فیصل آباد کی طرف جاتے ہیں تو آگے سڑک مکمل نہیں ہے۔ شیخوپورہ سے جب تین چار کلو میٹر نکلیں تو وہاں سے ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ صوبائی ہائی ویز پر ایم۔این۔ایز، ایم۔پی۔ایز، سنیٹرز کے لئے کوئی ٹیکس نہیں ہے لیکن یہ اس جگہ پر بھی ٹول ٹیکس لیتے ہیں۔ یہ اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اگر یہ ہمارے لئے فری نہیں ہے تو ہم پہلے بھی ٹیکس دے کر آتے ہیں، آئندہ بھی دے کر آیا کریں گے۔ میری ابھی چودھری صاحب سے بات ہوئی تھی اور وہ فرما رہے تھے کہ ہم صوبائی ہائی ویز پر ٹیکس نہیں لیتے صرف نیشنل ہائی ویز پر لیا جاتا ہے یہ اس کی بھی وضاحت فرما دیں۔ میں بھی روزانہ شیخوپورہ سے آتا ہوں اور ٹیکس دے کر آتا ہوں اور سماں صاحب بھی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بات بھی صحیح ہے کہ وہاں پر وہ portion ابھی مکمل نہیں ہوا لیکن وہاں پر بھی انہوں نے ٹیکس لینا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ میں نے on the floor of the House یہ statement دی ہے کہ جو incomplete portion ہے اس پر اگر ٹیکس لیا جاتا ہے تو اس پر میں action لوں گا اور دوسری بات جو ڈوگر صاحب نے کی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے باہر میری ڈوگر صاحب سے بات ہوئی تھی اور House سے باہر ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ کسی بھی صوبائی ہائی ویز پر وزیر، سنیٹر، ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے سے ٹیکس نہیں لیا جاتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کے متعلق ایک contract پر دستخط ہو چکے ہیں۔ میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی میں اس کو دیکھوں گا کہ اس میں exemption ہے تو مل جائے گی اگر contract میں ہماری exemption نہیں ہے تو پھر اس کے لئے ہم معذرت کریں گے۔ میں یہ دیکھنے کے بعد ہی کوئی حتمی بات کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جن roads کا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس کا ان کے نزدیک کیا معیار ہے؟ یعنی کونسی شرائط پوری ہوں تو اس پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ورنہ ٹیکس نہیں لیتے، اس کا فارمولا کیا ہے، وہ شرائط کیا ہیں اور کیا طریق کار ہے کہ جس کی بنا پر یہ ٹیکس لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں عرض تو کر دیتا ہوں لیکن یہ ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں پھر بھی ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ جہاں پر سڑک public exchequer کے ذریعے بنائی جاتی ہے اس کی recovery indirect کے لئے یا اس کی expansion کے لئے یا repair کے لئے جو فنڈز درکار ہوتے ہیں وہاں پر لگایا جاتا ہے لیکن اس وقت چند ایک ہائی ویز کے علاوہ چھوٹی سڑکوں سے ٹیکس ہٹا لئے گئے ہیں، اس کی improvement کے لئے وہ ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا سوال یہ نہیں ہے جو کچھ یہ فرما رہے ہیں وہ تو ہمیں بھی پتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے، جس سڑک پر یہ ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ سڑک کونسا معیار پورا کرتی ہے، آپ کی وہ کونسی شرائط ہیں جو وہ سڑک پوری کرے تب آپ ٹول ٹیکس لگاتے ہیں، کیا ایک گاڑی 20 میل سفر کرے یا ایک گاڑی روڈ پر چڑھتی ہے تو آپ اس سے ٹیکس وصول کرتے ہیں یا پچاس کلو میٹر سفر طے کرنے کے بعد وصول کیا جاتا ہے، کون سا وہ طریق کار ہے اور کونسا معیار ہے جس کی بنیاد پر یہ ٹیکس وصول کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس میں کوئی mileage کی yardstick تو نہیں ہے البتہ جو

نئی سڑک بنائی جاتی ہے اور اگر محکمہ ضروری سمجھتا ہے کہ recovery کے لئے یا further project کے لئے ہمیں پیسوں کی ضرورت ہے اور اس road سے recover کرنا چاہئے تو اس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال ہے فرض کریں ہائی وے کی دو سو سڑکیں ہیں اس میں toll آپ نے پچاس سڑکوں پر لگایا ہوا ہے تو اس کے لئے آپ کا کوئی criteria تو ہو گا کہ ان پچاس پر کیوں ٹیکس لگایا گیا ہے، سو فیصد پر وہ ٹیکس کیوں نہیں لگایا گیا، وہ پوچھ رہے ہیں کہ سڑکوں پر ٹیکس لگانے کا criteria کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہمارا criteria یہ ہے کہ جس سڑک پر زیادہ ٹریفک چلتی ہے وہاں توڑ پھوڑ بھی زیادہ ہوتی ہے اس پر ہم ٹیکس لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک criteria کی بات ہے اس کے لئے rules ہوں گے اور ان rules کے تحت یہ ٹیکس لگاتے ہوں گے۔ یہ ان rules کی کاپی ہمیں فراہم کر دیں ہم دیکھیں گے کہ یہ کن basis پر لگ رہا ہے اگر ایک سڑک ٹوٹی ہوئی ہے اور سب کچھ ہے اس پر بھی آپ ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ rules frame ہوئے ہوں گے ان rules کی کاپی ہمیں فراہم کر دیں ہمیں پتا چل جائے گا کہ کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! Rules انہیں مہیا کر دیئے جائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کا contract 2003 میں ہوا تھا اور بیالیس مہینوں میں اس کام کو مکمل ہونا تھا۔ اب اس حساب سے تقریباً آدھا ٹائم گزر چکا ہے تو کیا اس نسبت کے ساتھ آدھی سڑک بن چکی ہے یعنی جتنا ٹائم گزرا ہے اتنی سڑک بن چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے ضمنی سوال میں ابہام ہے

اگر دوبارہ ارشاد فرمادیں تو میں ان کا جواب دیتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ 30۔ ستمبر 2003 کو اس سڑک کی تعمیر کا معاہدہ کیا گیا تھا اور بیالیس مہینوں میں یہ مکمل ہونی چاہئے تھی۔ تقریباً دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے تو کیا پچاس فیصد سے زیادہ سڑک بن چکی ہے اور اگر یہ پچاس فیصد نہیں بنی تو یہ سڑک ٹائم کی نسبت سے کتنی بنی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! میں ذرا تفصیل سے اس کا جواب عرض کروں گا کہ اس کے لئے کوئی ایسی yardstick نہیں کہ month to month or year to year اتنی ہونی چاہئے، یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ nature of work زیادہ ہے۔ میں آپ کو ensure کراتا ہوں اور on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ہم ساڑھے تین سال کی بجائے تین سال میں اسے مکمل کر دیں گے اور اسے مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں چونکہ bract bridges بھی involve ہوتے ہیں، bridges کی nature بھی 2/3 کی ہوتی ہیں۔ اس میں ہم نے requisition بھی کی ہے لیکن ہم نے جو time frame دیا ہے اس time frame کے اندر اپنے صوبے کے عوام کو B.O.T کی اس اعلیٰ سڑک کا تحفہ دیں گے اور B.O.T regime کی کارکردگی آپ کے سامنے پیش کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ٹائم کو بڑھایا نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے کہنا چاہ رہی ہوں اور آپ یقین کریں کہ آج تک کوئی ایسی سڑک نہیں جہاں پر آپ ابھی تک ٹیکس charge نہیں کر رہے۔ آپ دو سو کی دو سو سڑکوں پر ٹیکس charge کر رہے ہیں۔ ان کا بھی criteria یہ ہے، "توں بنائی جاتے ڈھائی جا، ڈھائی جاتے بنائی جا، بنائی جاتے ڈھائی جا"۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ ٹیکس آپ نے کب تک لینا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ long life ہے۔ میں نے کہا، بھئی ہم کتنے سالوں سے ٹیکس ادا کر رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ یہ long life ہے تو اس پر میں نے کہا تھا کہ "بنائی جاتے ڈھائی جا"۔ یہاں ہمارے جو وزراء صاحبان بیٹھے ہیں وہ اتنی صفائی سے یہاں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next question چودھری زاہد پرویز کا ہے۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سلدیرا صاحب!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: شکریہ۔ جناب سپیکر! ٹیکس پر اتنی دیر بحث ہوئی ہے، ممبران نے عوام کا خاصا فائدہ کیا ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ اسمبلی ایک قانون ساز ادارہ ہے اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ taxes ناروا ہیں تو ان کو ختم کیا جائے اس پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ ادھر لائیں اور اگر اس پر اسمبلی متفق ہوتی ہے تو پھر اس کو ختم کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چودھری زاہد پرویز!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔Next question حاجی محمد اعجاز!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! On his behalf۔

جناب سپیکر: On his behalf۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 5162۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے حاجی محمد اعجاز کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5162 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وحدت کالونی لاہور، 04-2003، نامکمل تعمیراتی کام چھوڑنے والے ٹھیکیداروں اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*5162: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) مالی سال 04-2003 میں وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کی سالانہ تعمیر و مرمت کے لئے ہر ٹھیکیدار کو دیئے گئے ٹھیکہ کی تفصیل، ٹھیکیدار کا نام اور کام مکمل کرنے یا نہ کرنے کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا محکمہ ہذا ٹھیکہ مکمل نہ کرنے والے ٹھیکیداروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے اور انہیں آئندہ کے لئے blacklist کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال 04-2003 میں وحدت کالونی لاہور کے 593 کوارٹرز کی خصوصی تعمیر و مرمت

کے کام جن ٹھیکیداران کو دیئے گئے ان کی تفصیل (صفحہ نمبر 1 تا 12) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسی مالی سال میں وحدت کالونی لاہور کے 1948 کوارٹرز کی عمومی مرمت کا کام جن ٹھیکیداران کو دیا گیا ان کی تفصیل (صفحہ نمبر 13 تا 14) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیادہ تر ٹھیکیداروں نے اپنا کام مقررہ مدت میں مکمل کر لیا۔ ٹھیکیداران (صفحہ نمبر 12) جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اپنا کام شروع نہ کر سکے۔ مجاز اتھارٹی کے احکامات پر اس بے ضابطگی کی سزا کے طور پر ان ٹھیکیداران کا زر ضمانت ضبط کر لیا گیا ہے۔ مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس سے متعلقہ یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے ایک ہاؤسنگ اتھارٹی بنائی ہے جو سارے سرکاری ملازمین کو رہائشی مکانات فراہم کرنے کا منصوبہ بناتی ہے۔ وحدت کالونی کوارٹر 1954 کے لگ بھگ بنائے گئے تھے تو کیا حکومت کے زیر غور اس طرح کی بھی کوئی تجویز ہے کہ ان کوارٹروں کو بھی سرکاری ملازمین کو مستقلاً الاٹ کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ question تو پہلے آ گیا ہے۔ Next question حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے question dispose of ہوا۔ next question ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، On his behalf

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! 5317۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے ملک اصغر علی قیصر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5317 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ بہبود آبادی، ضلع فیصل آباد، 2002-04
فراہم کردہ بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*5317: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:-

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع فیصل آباد کو سال 2002-03 اور 2003-04 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟
(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کو ٹی۔اے / ڈی۔اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟
(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟
(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟
(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف)	2002-03	2003-04	کل اخراجات
	28791739	2824217	57033756
(ب)	25697022	29973356	55670378
	100000	3054000	3154000
(ج)	19360653	22264490	41625143
(د)	1203050	308352	1511402
(ہ)	NIL	NIL	NIL
(و)	388288	524523	912811
(ز)	128635	328579	457214
(ح)	8038358	3125450	11163808

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (ب) سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟ جیسے سلدیرا صاحب نے کہا ہے کہ taxes کتنی مشکل سے اکٹھے ہوتے ہیں جو حکومت کے پاس آتے ہیں جو محکمہ پیسا استعمال نہیں کرتا، اسے surrender کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ پیسے utilize کیوں نہیں کئے وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!۔۔۔ منسٹر صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں۔ منسٹر صاحبہ تشریف نہیں رکھتیں تو یہ سوال pending کر دیا جائے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! pending کی بات نہیں ہے۔ already اس سوال کا جواب ڈیڑھ سال کے بعد آیا ہے۔ اب تو اسمبلی کی مدت ہی دو تین مہینے رہ گئی ہے تو پھر اس کا جواب کس نے لینا ہے؟

جناب والا! یہ خبر صبح پریس نے ہی چھاپ دینی ہے۔ پریس نے کہنا ہے کہ یہ دیکھیں inefficiency۔ آپ custodian ہیں، ہم یہاں پر آپ کی writ establish کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ نے جس طرح رانا ثناء اللہ کو نکالا تھا اس طرح دو دن کے لئے دو وزیروں کو نکال دیں۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی نکلے ہوئے ہیں ان کو کیا نکالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں آنے کے لئے ان کو پابند کر دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ وزیر صاحبہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تک یہیں تھیں۔ میرا خیال ہے سوال آنے کے غم میں وہ باہر چلی گئی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جب سے منسٹر بنی ہیں شاید دوسری دفعہ ان کے محکمے کے سوال آئے ہیں اور یہ محکمہ بڑا important ہے۔ ان کی غفلت اور ان کی لاپرواہی کا عالم یہ ہے کہ ان کے questions آئے اور وہ تشریف ہی نہیں رکھنا چاہتیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ یہاں ایوان میں موجود تھیں اور سوال آنے پر وہ باہر چلی گئی ہیں۔ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ منسٹری صرف تنخواہوں کے لئے نہیں لینی ہوتی۔

(اس مرحلہ پر وزیر بہبود آبادی محترمہ نسیم لودھی
ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحبہ آ گئی ہیں۔ رانا صاحب! آپ اپنا سوال دہرا دیں۔ محترمہ! یہ سوال غور سے سن لیں کیونکہ آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔ یہ question no. 5317 ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا صاحب! آپ اپنا سوال ذرا repeat کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہیں تو پتا ہی نہیں ہے وہ تو ویسے ہی گواچے "ہوئے نیں۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! ملک پر ایک بہت بڑی آفت آئی ہوئی ہے اور زندگیاں بڑے خطرے میں ہیں۔ میں ابھی بٹگرام سے 600 کلو میٹر کا سفر کر کے لاہور پہنچی ہوں جس کی وجہ سے میں لیٹ ہو گئی ہوں۔

جناب سپیکر: چلو لیٹ آنے کی کوئی بات نہیں۔ آپ questions نکال لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! محترمہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ محترمہ پہلے ہی ایوان کے اندر موجود تھیں اور ابھی یہ باہر گئی ہیں۔ یہ جھوٹ بول رہی ہیں کہ میں لیٹ آئی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ انہیں جواب دینے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترمہ جھوٹ بول رہی ہیں، تھوڑی دیر پہلے یہ موجود تھیں۔ on the floor of the House جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: جھوٹ بولنا تو آپ کی پارٹی کا شیوہ ہے۔ آپ نے حکومت ہی وہیں سے شروع کی کہ روٹی، کپڑا اور مکان۔ وہیں سے آپ نے جھوٹ بولنا شروع کیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال نمبر 5317 ہے۔ رانا آفتاب صاحب! آپ ضمنی سوال دہرا دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جز (ب) میں سوال یہ تھا کہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کتنی رقم surrender ہوئی ہے اور surrender کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: بی بی! آپ نے جز (ب) کا جواب دینا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: کل رقم 57033756 روپے آئی اور جو کل رقم خرچ ہوئی وہ 55670378 روپے ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا sacred پیسا ہے جو ہمارے شہری ٹیکس میں دیتے ہیں اور حکومت کے پاس آتا ہے پھر اس محکمے کو پیسا دیا جاتا ہے کہ کسی رفاہی کام میں خرچ ہو سکے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پیسا استعمال کیوں نہیں ہوا اور کتنا پیسا surrender ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: جناب والا! یہ محکمہ دوسرے محکموں سے بالکل مختلف ہے۔ یہ پروگرام ہے اور یہ پروگرام کے تحت چلتا ہے۔ ہمیں funding وفاق کرتا ہے اور جو پروگرام وہ طے کرتا ہے اس کے مطابق ہم چلتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جو پیسا آپ استعمال نہیں کر سکے اور surrender ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! پیسا چونکہ وہ دیتے ہیں اس کے مطابق جتنا وہ کہتے ہیں کہ یہاں یہاں خرچ کرنا ہے تو ہم اتنا کرتے ہیں اس کے بعد جو بچتا ہے وہ surrender ہو جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ اسمبلی serious نہیں ہے۔ آپ ایوان کو دو دن کے لئے ملتوی کر دیں اور دن پورے کر لیں کیونکہ جب یہ اخباروں میں آئے گا تو اس سے کیا پیغام جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر پیسا وفاقی حکومت نے دیا ہے تو آپ نے اس کو surrender کر دیا ہے۔ اگلے سال وہ آپ کو پیسا ہی نہیں دیں گے۔ non utilization is an offence under the Financial Rules اور جس محکمے میں یہ پیسا استعمال نہیں ہوتا تو اس کو دینے کا کوئی جواز ہے؟ وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے۔

وزیر بہبود آبادی: non utilization تمام محکموں میں ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی وجہ بتا دیں کہ کیوں ہوئی ہے؟

وزیر بہبود آبادی: میں نے بتایا ہے کہ یہ پروگرام ہے، ہمیں پروگرام کے تحت چلنا ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب اجلاس آئے تو ایک نوٹیفکیشن ہو جائے کہ سوالوں کے جواب راجہ بشارت صاحب دیا کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! انھوں نے اتنا پیسا واپس کیا ہے اس سے ان کے محکمے کی کارکردگی کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ کام کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا کام کرنا ہے حالانکہ یہاں سارا ملک مر رہا ہے کہ کوئی کام نہیں ہو رہا اور آپ پیسا surrender کر رہے ہیں۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! جو رقم surrender ہوئی ہے وہ تقریباً 3 فیصد بنتی ہے اور 5 فیصد تک surrender کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں قاسم ضیاء صاحب کی اجازت سے عام معافی کا اعلان کرتا ہوں اور ہم ان سے کوئی سوال نہیں کرتے کیونکہ ان کی تیاری آپ نے دیکھ لی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of ہوا۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں dispose of ہوا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ محکمہ پنجاب کا بہت اہم محکمہ ہے اور جس طرح پورا ملک زلزلہ زدگان کے لئے اظہار یکجہتی کر رہا ہے اسی طرح آج ان کے محکمے کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ہم ان کے کسی سوال پر ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک محمد ارشد راں صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی ملک محمد ارشد راں صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: On his behalf question No.5650 جناب سپیکر! وزیر صاحبہ اس کا جواب پڑھ دیں۔ (معزز رکن نے ملک محمد ارشد راں کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5650 دریافت کیا)

نس بندی اور امدادی رقم سے متعلقہ تفصیلات

*5650: ملک محمد ارشد راں: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نس بندی کروانے پر 5 ہزار روپے کا وظیفہ دیا جا رہا ہے کیا اس میں خواتین بھی شامل ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ وظیفہ صوبہ کے تمام اضلاع کے لئے ہے یا مخصوص شہروں / سنٹروں میں دیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا نس بندی کروانے کے لئے عمر کی قید ہے اگر ایسا ہے تو کس عمر کے افراد کو نس بندی کروانے پر وظیفہ دیا جاتا ہے؟

(د) ضلع ملتان میں 04-2003 میں نس بندی کروانے والے مرد و خواتین کی تعداد اور وظیفہ کی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) کیا نس بندی کی رقم صوبائی سطح پر یا ضلع کی سطح پر خرچ کی جاتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ نس بندی کروانے پر 5ہزار روپے کا وظیفہ دیا جارہا ہے اس طرح کی ایک تجویز وفاقی محکمہ بہبود آبادی نے پیش کی تھی لیکن ابھی تک اس کی منظوری نہیں ہوئی۔ یہ وظیفہ بالترتیب 75روپے اور 100روپے کے حساب سے نس بندی کروانے والی خواتین و مرد حضرات کو بطور وظیفہ دیا جاتا ہے۔ یہ وظیفہ انہیں آپریشن کی وجہ سے اپنے کام پر نہ جاسکنے اور سفر کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ آج کل وظیفہ بڑھا کر 250روپے کر دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا وظیفہ صوبے کے تمام اضلاع کے لئے ہے۔

(ج) نس بندی کروانے کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا مرد یا خاتون جن کا خاندان مکمل ہو چکا ہو اور وہ نس بندی کا آپریشن کروانے کے لئے رضامند ہوں آپریشن کروانے کی صورت میں یہ وظیفہ لینے کے اہل ہوتے ہیں۔

(د) ضلع ملتان میں 04-2003 میں نس بندی کروانے والی خواتین کی تعداد 5469اور مردوں کی تعداد 303ہے۔ ہر خاتون کو 75روپے اور ہر مرد کو 100روپے وظیفہ دیا گیا۔

(ہ) جہاں تک مرکز صحت تولید محکمہ بہبود آبادی پنجاب کا تعلق ہے نس بندی کی رقم ضلعی سطح پر خرچ کی جاتی ہے جبکہ R.H.S "B" Centre اور N.G.Os (پرائیویٹ ہسپتال) کے لئے یہ رقم صوبائی سطح پر خرچ کی جاتی ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! آج تک کسی مرد کو یہ معاوضہ دیا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! مرد و خواتین دونوں یہ وظیفہ لیتے ہیں اگر کوئی انکار کر دے تو وہ الگ بات ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کیا ہے کہ آج تک کسی مرد کو یہ دیا گیا ہے اگر دیا گیا ہے تو اس کا نام بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: پورے پنجاب میں اسی طرح سے ہے اور یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آج تک کسی مرد کو یہ وظیفہ دیا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: ایک مرد کو نہیں کئی مردوں کو وظیفہ دیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: نام بتادیں۔

جناب سپیکر: ناموں کے لئے تو fresh question بنتا ہے۔ ناموں کا تو انہیں نہیں پتا۔

جناب سمیع اللہ خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ وظیفہ 75 اور 100 روپے ہے۔ یہ مرد اور عورت کی discrimination کیوں ہے، اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! مرد اور عورتوں میں 75 اور 100 روپے کا فرق کیوں رکھا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: پہلے فرق رکھا گیا تھا لیکن ہماری حکومت کا یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے 250 روپے برابر کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اب حکومت کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ ان کے کارنامے یہ ہیں کہ اب یہ اٹھ کر نس بندی پر آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: On his behalf Q. No. 5818۔ (معزز رکن نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5818 دریافت کیا)

محکمہ بہبود آبادی بہاولپور کی خراب گاڑیوں اور ان کی نیلامی سے متعلقہ تفصیل

*5818: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) بہاولپور دفتر بہبود آبادی میں کتنی گاڑیاں کب سے خراب کھڑی ہیں؟

(ب) مذکورہ گاڑیوں کی نیلامی کیوں نہیں کی جاتی کیونکہ روز بروز ان کی حالت مزید خراب ہوتی جائے گی؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) بہاولپور ضلعی دفتر میں کل 10 گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے ان میں 6 گاڑیاں درست حالت میں چل رہی ہیں:۔

ایڈمن پراجیکٹ:

1960 B.R.C درست حالت میں ہے۔ 9201 B.R.G درست حالت میں ہے۔

9202 B.R.G درست حالت میں ہے۔

موبائل سروس یونٹ پراجیکٹ:

6053 B.R.D درست حالت میں ہے۔ 3201 R.N.J درست حالت میں ہے۔

6052 B.R.G درست حالت میں ہے۔

ویلج بیس فیملی پلاننگ مرکز/تحصیل آفیسر پراجیکٹ:

چار گاڑیاں خراب ہیں تین گاڑیاں قابل مرمت ہیں جو بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے مرمت نہ ہو سکیں۔ بجٹ اکتوبر میں موصول ہوا ہے لہذا گاڑیاں مرمت کے لئے ورکشاپ بھیج رہے ہیں۔ 7121 R.N.H جون 2004 سے خراب ہے۔ 3205 R.N.J اپریل 2004 سے خراب ہے۔ 6948 L.O.W جولائی 2004 سے خراب ہے اور چوتھی گاڑی L.O.M 4238 کو زرعی انجینئرنگ ورکشاپ کے لیٹر نمبر 2608 مورخہ 2003-12-20 کو کنڈم قرار دیا گیا ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ضلع بہاولپور میں ریجنل ڈائریکٹر اور ضلعی دفتر بہبود آبادی ایک ہی عمارت میں ہیں اس لئے اس میں دو گاڑیاں ضلع بہاولنگر کی بھی condemn حالت میں کھڑی ہیں۔

1۔ ٹیوٹا ہائی ایس 1542-67 X (یونیسف کی ملکیت ہے)

2۔ فورڈ ویگن فلم وین 6101 B.N.A

3۔ بہاولپور کی گاڑی 4238 L.O.M اور بہاولنگر کی گاڑی 1148 B.W.P کی نیلامی کا کیس منظوری کے لئے چٹھی نمبر REG/DIR/BWP/04/1148 مورخہ 2004-09-23 کے تحت جناب ڈائریکٹر جنرل کو ارسال کر دیا ہے جونہی منظوری ملے گی انہیں نیلام کر دیا جائے گا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ٹیوٹا ہائی ایس کیونکہ یونیسف کی ملکیت ہے لہذا اس کی نیلامی کی منظوری کے لئے پہلے ہی لیٹر نمبر Reg/Dir/Bwp/Acctt/2004/212 مورخہ

9۔مارچ 2004 اور لیٹر نمبر 1147 مورخہ 2004-09-23 کو بھجوا دیا گیا ہے
اس کی بھی منظوری آنے کے بعد نیلامی کر دی جائے گی۔ گاڑیوں کی مکمل تفصیل
پیش خدمت ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (ب) یہ ہے کہ ضلع بہاولپور میں ریجنل ڈائریکٹر اور ضلعی دفتر بہبود آبادی ایک ہی عمارت میں ہیں اس لئے اس میں دو گاڑیاں ضلع بہاولنگر کی بھی condemn حالت میں کھڑی ہیں۔ ابھی وزیر موصوف نے بتایا کہ پچھلی رقم surrender ہو گئی ہے جبکہ ابھی تک گاڑیاں خراب ہیں۔ یہ سوال 2004-10-4 کو دیا گیا تھا اور اب 2005-10-17 ہے لیکن گاڑیاں ابھی تک وہاں پر خراب کھڑی ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے کہ رقم بھی surrender ہو جاتی ہے اور خراب گاڑیاں بھی صحیح حالت میں نہیں کروائی جاتیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: محترمہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنا سوال repeat کر دیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر موصوف آج کن سوچوں میں گم ہیں۔ شاید ان کی سفر کی تھکاوٹ ابھی دور نہیں ہوئی یا وہ ہیلی کاپٹر میں ابھی تک بیٹھی ہوئی ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ ضلعی دفتر بہاولپور میں کل دس گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے ان میں چھ گاڑیاں درست حالت میں چل رہی ہیں یہ انہوں نے جواب دیا ہے لیکن یہاں پر اس کا جز (ب) ہے کہ ضلع بہاولپور میں ریجنل ڈائریکٹر اور ضلعی دفتر بہبود آبادی ایک ہی عمارت میں ہیں اس لئے دو گاڑیاں ضلع بہاولنگر کی بھی condemn حالت میں کھڑی ہیں یعنی بہاولنگر کی گاڑیاں بھی ابھی تک وہاں خراب حالت میں کھڑی ہیں۔ ایک سال ہو گیا ہے لیکن ان کی مرمت نہیں ہوئی۔ گاڑی اگر ایک مہینہ یا دس دن بھی کھڑی رہے تو وہ کھڑی کھڑی اور بھی خراب ہو جاتی ہے، ان کے ٹائر خراب ہو جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ ابھی تک ان کی مرمت کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! کسی دن ہیلی کاپٹر پر لے جا کر ان کا شوق پورا کرتے ہیں۔ میں تو اللہ کے فضل سے گاڑی پر گئی ہوں اور گاڑی پر ہی واپس آئی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کا جواب دیں۔

وزیر بہبود آبادی: جہاں تک گاڑیوں کا مسئلہ ہے یہ بالکل condemn ہو چکی ہیں۔ اب اس کی auction کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ یہ بالکل condemn ہیں یہ repair نہیں ہو سکتیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 2004-9-23 کو منظوری آنے کے بعد نیلام کر دی جائیں گی۔ ایک سال دو ماہ ہو گئے ہیں کیا گاڑیوں کی منظوری آئی ہے، نیلام ہوئی ہیں یا نہیں اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ auction کا سلسلہ جاری ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ڈیڑھ سال میں یہ auction کی formalities پوری نہیں کر سکے، گاڑی کی حالت مزید کیا ہو جائے گی آپ ان کو direction دیں کہ یہ گاڑیاں کس دن تک نیلام کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: محترمہ! محکمہ یہ گاڑیاں کب تک نیلام کر دے گا؟

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا محکمہ ہے، کم از کم آٹھ ہزار عورتیں اس میں کام کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! گاڑیاں تو آٹھ ہزار نہیں ہیں۔ گاڑیوں کی بات ہو رہی ہے عورتوں کی نہیں ہو رہی۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ بھی ان کے ساتھ مسئلہ چلتا ہے۔ گاڑیاں ہوں یا محکمہ ہو لہذا ہم نے اس کو جاری و ساری کیا ہوا ہے تھوڑا سا ٹائم تو لگے گا۔

جناب سپیکر: کوئی اندازہ ہے کہ کب تک نیلام کر دیں گے؟ سوال کو ڈیڑھ سال تو ہو گیا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: انشاء اللہ کوئی دو ماہ اور لگیں گے۔

جناب سپیکر: دو ماہ لگیں گے۔

جناب محمد آجاسم شریف: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ ان سے پوچھا گاڑیوں کا جائے تو یہ عورتوں کا بتانا شروع کر دیتی ہیں، پوچھا کچھ جائے تو بتانا کچھ شروع کر دیتی ہیں۔ پہلے تو ان سب وزراء کی ڈگری چیک کروائیں۔ آگے والوں کی تو چلو ٹھیک ہے پیچھے جو بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کی ڈگریاں چیک کروائیں۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ہم جو بھی سوال کر رہے ہیں اس کا الٹا جواب آرہا ہے۔ کیا آپ کے منسٹر صاحب کی نیند پوری نہیں ہوئی؟ یہ غلط کہتی ہیں کہ میں باہر سے آئی ہوں۔ یہ صبح کی یہاں بیٹھی ہوئی ہیں اور dictation لے رہی ہیں یہ تو رٹا لگانے والی بات ہو گئی۔ کوئی سوال ایسا نہیں ہے جس کا جواب صحیح آیا ہو۔ تمام سوالوں کو pending کر دیا جائے انہیں کل کا وقفہ دے دیں جمعرات کو یہ ان تمام سوالوں کی تیاری کر کے آئیں اور ان کے جواب دیں۔ باہر سے پرچیاں آتی ہیں کہ 2 فیصد یہ کہتی ہیں کہ 30 فیصد۔ باہر سے سب انہیں سمجھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار فتح محمد خان بزدار صاحب کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! ان کا جواب نہیں آیا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کا جواب آ گیا تھا کہ گاڑیاں قابل مرمت نہیں ہیں اس لئے ان کو ہم نیلام کر رہے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں ان سے کہوں گی کہ اگر ایک سال میں گاڑیوں کی مرمت نہیں کی گئی تو پھر ان کو نیلامی پر کون لے گا؟ اس کی قیمت تو بالکل ختم ہو جائے گی۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ آٹھ ہزار لوگ کام کر رہے ہیں اس کا جواب آپ نے ہی دے دیا کہ گاڑیاں تو ہیں ہی نہیں، یہ کام نہیں کر رہے تو اس محکمے کو ہی بند کر دیا جائے پھر اس محکمے کا فائدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

سردار فتح محمد خان بزدار: سوال نمبر 5969۔

D.G.Khan زین بارتھی اور منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کی تعمیر

*5969: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں دو اہم سڑکوں زین بارتھی اور منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کو تعمیر کرنے کے سلسلے میں کیا پیشرفت ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت قبائلی علاقہ کے عوام کو سہولت دینے کی خاطر ان دو سڑکوں کی تعمیر کرے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 10-جنوری 2005 کو تحصیل تونسہ شریف کے دورہ کے دوران مذکورہ دونوں سڑکوں کی تعمیر کے احکامات جاری کئے۔ متعلقہ حکام کو تخمینہ جات / PC-I کی تیاری کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ضابطہ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد ان سڑکات کی تعمیر کا کام شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ زین بارتھی اور منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کی تعمیر کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ دو نہایت ہی اہم منصوبے ہیں اور یہ دو صوبوں صوبہ بلوچستان اور پنجاب کو ملا رہے ہیں تو میرا سوال ہے کہ اس کے بارے میں کیا ہو رہا ہے، لکھا گیا ہے کہ ضابطہ کی کارروائی مکمل ہو رہی ہے، یہ ضابطہ کی کارروائی کب تک مکمل ہو گی اور کیا ہم یہ یقین کر لیں کہ اس کو ردی کی ٹوکری میں تو نہیں ڈالا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پروگرام میں منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کی منظوری دے دی ہے۔ اس کا PC-I تیار کر لیا گیا ہے اور منظوری کے مراحل کے بعد یہ کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ اندازاً کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں اس میں exact date تو نہیں دے سکتا لیکن دو تین ماہ کے اندر شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! دو تین ماہ کے اندر اندر انشاء اللہ کام شروع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے میں تعمیر و ترقی میں بڑی اچھی دلچسپی رکھتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ جب وہ لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد میں دورے پر جاتے ہیں اور کوئی اعلان کرتے ہیں تو ایک دو ماہ کے اندر اندر وہ کام شروع ہو جاتے ہیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ تین تین مہینے میں کروڑوں روپے کے انڈر پاس بنے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟ پلیز ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ دیکھا گیا ہے کہ لاہور میں تین تین مہینے کے اندر اربوں روپے کے انڈر پاس بھی مکمل ہو رہے ہیں۔ ہماری طرف روایت یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اعلانات کر کے آتے ہیں شاید ان کی نیت بھی اچھی ہوتی ہے لیکن بیوروکریسی ہماری طرف جو سڑکوں کے منصوبے ہوتے ہیں ان پر سست روی کا مظاہرہ کرتی ہے اور تین تین، چار چار سال ہو گئے ہیں کئی منصوبوں کے اعلان کر کے آتے ہیں جن پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میرا سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے اعلان کے باوجود دس مہینے گزر گئے ہیں اور عملی طور پر اس پر ابھی تک کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی کاغذی کارروائی مکمل ہو رہی ہے کیا اس سلسلے میں وزیر صاحب ان متعلقہ حکام کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہوں نے وزیر اعلیٰ کے حکم کے دس ماہ بعد بھی عملدرآمد نہیں کروایا اور وہاں پر کوئی کام نہیں کیا حتیٰ کہ ابھی تک ٹینڈر بھی نہیں دیئے گئے، دس مہینے گزر جانے کے باوجود جو محکمہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کی اس طرح دھجیاں اڑائے تو کیا وزیر اعلیٰ کے یہ پیارے وزیر اپنے وزیر اعلیٰ کی عزت بحال کرانے کے لئے متعلقہ حکام کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! صدیقی صاحب حسب معمول gallery play کرنا جانتے ہیں اور gallery play کر چکے ہیں۔ میں نے یہ گزارش کر دی ہے کہ اس کی منظوری دی جا چکی ہے۔ اس کا PC-I تیار ہو گیا ہے اور میں اس کی رقم بھی آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اس پر 81 ملین روپے لاگت آئے گی اور میں نے دو ماہ کا کہا ہے اور اس سے بھی پہلے انشاء اللہ تعالیٰ چار ہفتے کے اندر اندر اس پر

کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ کام procedural matters ہوتے ہیں جن کو دیکھنا ہوتا ہے۔ وہاں پر زمین کی صورتحال دیکھنی ہوتی ہے، وہاں پر ایکسپرٹ جاتے ہیں، وہاں پر consultants جاتے ہیں لیکن کنسٹرکشن کا کام ہوتا ہے جس کو ایک طریق کار کے مطابق کیا جاتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے قبائلی علاقے میں کتنی پکی سڑکیں اور کتنی کچی سڑکیں ہیں؟

جناب سپیکر: سماں صاحب! یہ تو fresh question بنتا ہے۔ اگلا سوال 5985 محترمہ لبنیٰ ملک صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5985 (معزز رکن نے محترمہ لبنیٰ ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5985 دریافت کیا)

ریٹائرڈ مرحوم ایکسیئن محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تنخواہ اور الاؤنسز کی ادائیگی کا مسئلہ

*5985: محترمہ لبنیٰ ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اے۔ڈبلیو ہاشمی، ایکسیئن مواصلات و تعمیرات 1993 میں ریٹائر ہوئے اور 1998 میں وفات پا گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مرحوم سرکاری ملازم کی تنخواہ اور الاؤنسز 1987 تا 1993 ادا نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) جز (ب) میں بیان کردہ تنخواہیں اور الاؤنسز کی ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، حکومت کب تک مرحوم ملازم کے حقیقی وارثین کو مذکورہ بقایا جات کی ادائیگی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مرحوم اے ڈبلیو ہاشمی 1993-02-01 کو انضباطی کارروائی کے بعد جبری ریٹائر کر دیئے گئے وہ 1998-05-21 کو وفات پا گئے۔

(ب) اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے فراہم کردہ کوائف کے مطابق مرحوم افسر نے 1987-01-01 سے 1987-09-17، 1988-02-01، 1988-06-28، 1988-09-29 سے 1989-05-25 کے عرصہ کی تنخواہ اور الاؤنسز وصول کر لئے تھے۔ 1990-04-04 سے 1993-02-01 تک کا عرصہ چھٹی بغیر تنخواہ قرار دیئے جانے کے باعث تنخواہ کے حق دار نہیں رہے۔ البتہ 1987-09-18 سے 1988-01-31، 1988-06-29 سے 1988-09-28 اور 1989-05-26 سے 1993-02-01 تک کی تنخواہ اور الاؤنسز مذکورہ افسر نے دوران ملازمت حاصل نہ کئے۔

(ج) متذکرہ بالا عرصہ جات میں تنخواہ اور الاؤنسز کے عدم حصول کی وجوہات میں L.P.C کی عدم دستیابی، تقرری کا منتظر رہنا اور کچھ عرصہ کے لئے معطلی شامل ہیں۔ بہر حال مرحوم کی بیوہ کی درخواست پر محکمہ ہذا نے محکمہ فنانس کو متذکرہ عرصہ جات کے لئے supernumerary post کے قیام کے لئے لکھ دیا ہے جونہی فنانس ڈیپارٹمنٹ اس تجویز سے اتفاق کرے گا مرحوم کے پسماندگان کو مندرجہ بالا عرصہ کی تنخواہ اور الاؤنسز کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں ایکسیئن تھے جن کو جبری ریٹائرڈ کر دیا گیا اور 1998 میں ان کی death ہو گئی۔ اب جواب کے آخری حصے میں ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اس تجویز سے اتفاق کرے گا کہ مرحوم کے پسماندگان کو مندرجہ بالا عرصہ کی تنخواہ اور الاؤنسز ادا کر دے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بارہ سال گزرنے کے باوجود ایک آفیسر کو اگر اس کی پنشن بھی نہیں ملتی یہ کب تک ہو جائے گا، براہ مہربانی اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! بریفنگ لیتے ہوئے میں ذاتی طور پر اس کا نوٹس لے چکا ہوں۔ میں اپنے فاضل دوست رانا آفتاب صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رابطہ رکھے ہوئے ہوں اور بہت جلد ان کی جو چند تنخواہیں رہتی ہیں وہ ان کے پسماندگان کو ادا کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 5993 جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر 5993

پنجاب ہاؤس اسلام آباد، رہائشی استحقاق، 1994 تا حال کرایہ اور تزئین وزیبائش کی تفصیل

*5993: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کون کون سی شخصیات رہائش رکھنے کی مجاز ہیں؟

(ب) 1994 سے آج تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمروں کا کل کتنا کرایہ وصول کیا گیا ہے، 1994 سے آج تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں تزئین وزیبائش اور دیگر اخراجات پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل ایوان کو بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) گورنر، وزیر اعلیٰ، وزراء، سرکاری ملازمین و دیگر افراد پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں رہائش رکھنے کے مجاز ہیں اس ضمن میں محکمہ ہذا کا جاری کردہ کرایہ کا نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) 1994 سے آج تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمروں کا کرایہ، تزئین وآرائش اور دیگر اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	کل وصول شدہ کرایہ کمرہ جات	10.260 ملین روپے
2۔	مرمت و تزئین وآرائش	31.913 ملین روپے
3۔	سٹاف کی تنخواہیں اور یوٹیلٹی اخراجات کی مد میں ادائیگی	82.530 ملین روپے

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں ہے کہ "گورنر، وزیر اعلیٰ، وزراء، سرکاری ملازمین و دیگر افراد" یہ "دیگر" افراد کی وضاحت فرما دیں نیز سرکاری ملازمین کس گریڈ سے کس گریڈ تک؟ دوسرا ضمنی سوال کے جز (ب) کے حوالے سے ہے کہ کمروں کا کل وصول شدہ کرایہ تقریباً دس ملین اور مرمت و تزئین وآرائش پر تقریباً 32 ملین ہیں۔ یعنی میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس میں یہ نام لکھے ہوئے ہیں کہ اس ملک کے مفلس افراد جس میں گورنر، وزیر اعلیٰ، وزراء اور سرکاری

ملازمین، اس ملک اور اس صوبے کے ان غریب افراد کی رہائش پر جو کرایہ ان غرباء سے لیا جا رہا ہے وہ ہے 10 ملین روپے اور ان کو جو سجا کر دیا جا رہا ہے وہ 32 ملین روپے ہے۔ یہ وضاحت فرما دیں کہ عام بندہ تو کسی ٹول پلازہ سے موٹر سائیکل پر یا کار پر گزر جائے اس سے تو بیس روپے اور پندرہ روپے ٹیکس لیتے ہیں اور اس ملک کے غریب آدمی کی اگر کوئی رہائش ہے اول تو سرکاری ہے ہی نہیں اور اگر کوئی ہے تو پھر اس پر اتنا کرایہ لیا جاتا ہے کہ جو اس کی بساط سے بڑھ کر ہوتا ہے لیکن یہ جو مفلس افراد جن کا ذکر کیا گیا ہے میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کرایہ اتنا کم کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کی کچھ ایسی بلڈنگز اور ادارہ جات ہوتے ہیں جو کمرشل نہیں ہوتے۔ اسلام آباد میں پنجاب سے متعلقہ و منسلک کاموں کے لئے جب لوگوں کو جانا ہوتا ہے وہ کوئی مستقل کرایہ دار نہیں ہوتے جب کام پڑتا ہے تو تب ہی جانا ہوتا ہے۔ اس وقت تک کے لئے عارضی انتظامات کی بجائے سندھ ہاؤس، این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ہاؤس، پنجاب ہاؤس اور بلوچستان ہاؤس اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ان صوبہ جات کے لوگ وہاں پر جاتے ہیں۔ یہ کمرشل ادارے نہیں ہیں حکومت نے لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے دیئے ہوئے ہیں اس لئے واقعی تزئین و آرائش اور ملازمین پر اخراجات زیادہ آتے ہیں لیکن یہ ایک سہولت ہے کہ جو وہاں پر کام کی غرض سے جانے والے کو مہیا ہے یہ شروع سے traditional ہے نہ کہ اس حکومت نے دی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرے دو ضمنی سوالات ہیں انہوں نے ایک کا جواب دیا ہے۔ میں نے "دیگر" افراد کے حوالے سے وضاحت مانگی تھی انہوں نے (الف) کا جواب نہیں دیا اور (ب) کا جواب پہلے دے دیا ہے۔ آپ کی وساطت سے اس ایوان کی طرف سے یہ message ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ادارہ کوئی ویلفیئر کا نہیں ہے اور ہم سہولت دیتے ہیں۔ اس ملک میں جہاں چالیس فیصد سے زیادہ افراد غربت کی لکیر کے نیچے اپنی زندگی بسر کر رہے ہوں وہاں پر پنجاب کی حکومت کو اس ملک کے اداروں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ وی۔ وی۔ آئی۔ پی شخصیات کے صرف کمروں کو لش پش کرنے کے لئے اتنی زیادہ رقم مختص کریں تو کیا یہ عیاشی نہیں ہے؟ جہاں پر روزانہ غربت سے لوگ مر رہے ہوں اس کے علاوہ انہوں نے "دیگر" کا جواب ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! سمیع اللہ خان صاحب کا سوال یہ ہے کہ "دیگر افراد" سے کیا مراد ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کے دوسرے سوال کا جواب تو میں نے دے دیا ہے اور "دیگر افراد" کا میں بتا دیتا ہوں۔ جب یہاں سے سرکاری ملازمین وہاں پر جاتے ہیں تو ان کو حکومت نے رہائش تو دینا ہوتی ہے۔ جہاں پر پنجاب ہاؤسز نہیں ہیں وہاں پر ان کو ہوٹل الاؤنسز دیئے جاتے ہیں۔ یہ comparison کیا گیا ہے کہ اگر ہمارے ہاں سے سرکاری ملازمین جو اپنی ڈیوٹی کے سلسلے میں جاتے ہیں اگر ان کو ہوٹلوں کا الاؤنس دیا جائے تو وہ ہمارے خزانے پر زیادہ بڑا بوجھ ہوتا ہے اس لئے یہ سہولت دی گئی ہے اس سے ہمیں فائدہ ہوتا ہے۔ دیگر افراد سے متعلق یہ ہے کہ چیف کمپٹرولر کے پاس اختیار ہے کہ باہر کے صوبے سے یعنی بلوچستان سے کوئی سرکاری ملازم آتا ہے یا ان کا کوئی عزیز آتا ہے یا کوئی representative کسی دوسرے ملک سے آجاتا ہے اور کہیں دوسری جگہ دستیاب نہیں ہوتی اور ہمارے پنجاب ہاؤس میں جگہ دستیاب ہے تو چیف کمپٹرولر اگر سمجھے کہ یہ ضروری ہے تو اس کو کمرہ کی وقتی طور پر الاٹمنٹ کر دی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب کا بڑا valid point تھا کہ وزراء، سرکاری ملازمین اور یہ جو ایم۔ پی۔ ایز ہیں ان کو دیگر میں شامل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آواز پڑتی ہے کہ فلاں، فلاں، فلاں وغیرہ کیا ممبرز کی یہ تضحیک نہیں ہے کہ وہ وغیرہ یا دیگر افراد میں آرہے ہیں؟ یہ بڑی واضح بات ہے کہ ممبران کا پہلے استحقاق ہے۔ وزیر صاحب اپنے محکموں کو تنبیہہ کریں کہ سب سے اہم پارلیمنٹیرین ہیں جو کہ لیجسلیٹو باڈی ہے۔ آپ نے سرکاری ملازمین کو رکھ لیا ہے لیکن عوامی نمائندوں کا نام ہی نہیں لیا ہے اس کی یہ وضاحت کریں کہ انہوں نے اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے دیگر میں اپنے معزز ممبران کا نام تو نہیں لیا ہے چونکہ یہ مفروضے پر بات کر رہے ہیں اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ مفروضے پر ہونے والی بات کا جواب دیا جائے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! کافی ہو گیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ فرما دیں کہ کیا آج

تک کسی ایم۔پی۔اے کو پنجاب ہاؤس اسلام آباد یا مری میں کمرہ الاٹ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! کمرے الاٹ ہوئے ہیں اور اس کی تفصیل فراہم کر دی جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: کوئی نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: آپ نام پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ میں بتا دیتا ہوں کہ ملک اصغر علی قیصر صاحب فیصل آباد سے ان کو کمرہ الاٹ ہوا ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ شہناز سلیم ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: سوال کا نمبر 6118 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ڈی۔جی۔خان، فلاحی مراکز، عملے کے تعلیمی معیار اور بھرتی کی تفصیل

*6118: **محترمہ شہناز سلیم ملک:** کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ بہبود آبادی کے کتنے فلاحی مراکز، موبائل سروس یونٹ اور مرکز تولیدی صحت کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان مراکز میں عملہ تعینات کرنے کا کیا criteria ہے، کتنی تعلیم اور کیا ٹریننگ ہونی چاہئے؟

(ج) کیا تمام عملہ لوکل ہوتا ہے یا دوسرے ضلعوں سے تعینات کیا جاتا ہے؟

(د) مذکورہ ضلع میں اس سال جن لوگوں نے نوکریاں حاصل کی ہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ بہبود آبادی کے زیر انتظام 23 فلاحی مراکز، 2 موبائل سروس یونٹ اور ایک مرکز تولیدی صحت کام کر رہا ہے۔

(ب)

1۔ ان مراکز میں خالی اسامیاں اخبارات میں مشتہر کی جاتی ہیں اور سکیل کے مطابق سلیکشن کمیٹی بنائی جاتی ہے اور حکومت پنجاب کے منظور شدہ مروجہ طریق کار کے مطابق موزوں امیدوار کو بذریعہ انٹرویو میرٹ کی بنیاد پر منتخب کیا جاتا ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: میرا ضمنی سوال یہ ہے جو کہ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ ڈیرہ غازی خان میں ملازمین کی بھرتی نہیں ہوئی جبکہ ڈیرہ غازی خان میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے اور اس محکمہ کو سٹاف کی اشد ضرورت ہے تو پھر یہ بھرتی کیوں نہیں کی گئی اور کب تک ملازمین بھرتی کئے جائیں گے؟ میرے سوال کو سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں اور آج جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! ہم نے بھرتی شروع کی تھی اور اخبارات میں اشتہارات بھی دے دیئے تھے اور انٹرویو شروع ہو چکے تھے کہ چیف الیکشن کمشنر نے الیکشن ہونے کی بناء پر ہمیں روک دیا تھا اور اب دوبارہ انشاء اللہ شروع کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (الف) میں موبائل سروس یونٹ کیا کرتے ہیں اور ان کا کیا کام ہے اور اس میں کون کون لوگ ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ یونٹس لوگوں کی awareness بنانے کے لئے ہیں جو کہ door to door جاتے ہیں، گلی کوچے میں جاتے ہیں، مولوی حضرات کے پاس جاتے ہیں اور intellectual لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور انہیں ساتھ لے کر وہ گھر گھر جا کر گاؤں میں جا کر اس بات کی تشہیر کرتے ہیں کہ ہمارا ملک اگر اس سیلاب کو نہ روکے گا تو غربت زیادہ ہو گی لہذا مردوں کے پاس مردوں کو بھیجا جاتا ہے اور خواتین کو خواتین کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے awareness کا ذکر کیا ہے تو کس قسم کی یہ awareness ہے اور کس سیلاب کی یہ بات کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ وہی awareness ہے جس طرح انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور دوسرے کئی ممالک دے رہے ہیں اور بنگلہ دیش میں آپ نے بڑے واضح طور پر دیکھا ہے کہ ہم اور وہ ایک وقت پر 13 کروڑ کی آبادی پر کھڑے تھے اور انہوں نے جب یہ awareness مردوں اور عورتوں کو دی، اگر

انہوں نے awareness لینی ہے تو مردان کے پاس میں بھیج دوں گی انہیں بھی پتا چل جائے گا۔
جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے
جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!
(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)
جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے نمبر 3 میں ہے کہ مرکز تولیدی صحت میں مندرجہ ذیل عملہ کام کرتا ہے۔ اس کے دوسرے کالم میں ہے کہ عملہ میں مرد بھی ہو سکتا ہے اور خاتون بھی ہو سکتی ہے لیکن آگے تفصیل میں ہے کہ تین کا عملہ ہے اور تینوں ہی خواتین ہیں یہ ذرا وضاحت فرمادیں کہ اس کام کے لئے وہاں مرد کیوں نہیں ہیں؟
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!
وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! خواتین کو خواتین attend کرتی ہیں اور مردوں کو مرد attend کرتے ہیں اور جہاں تک مردوں کا تعلق ہے تو ان کے ہر جگہ سنٹر نہیں ہیں، ان کے خاص ہسپتال ہیں، جہاں پر R.H.C قائم ہیں اور وہاں پر مرد بھی ہیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں ہمارے یہ مراکز قائم ہیں جہاں مرد مردوں کو attend کرتے ہیں اور ہر جگہ یہ نہیں ہیں۔
جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یقینی بات تو یہ ہے کہ بے شک یہ ماحول اور طرح کا ہے لیکن فیملی پلاننگ اس ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سنجیدہ شعبہ ہے تو میں اس حوالے سے کہ پھر وہی discrimination آ جائے گی کہ تولیدی صحت کے لئے خواتین کو motive کر سکتے ہیں تو مردوں کو بھی یقینی طور پر اتنا ہی کرنا چاہئے۔ یہ discrimination نہیں ہونی چاہئے تو اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ خواتین پر زیادہ زور ہے تو یہاں پر مرد کیوں نہیں ہیں کہ مردوں کو motivate کیا جائے اور میرا خیال ہے کہ یہ یک طرفہ ہے کہ آپ عورتوں کو تو motivate کریں لیکن مردوں کو نہ کریں اور اس کے لئے یہاں کوئی عملہ بھی نہیں ہے اور جیسے بتایا گیا کہ خاص ہسپتال ہیں تو وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ جس علاقہ سے سوال کیا گیا ہے وہاں کون سے ایسے ہسپتال ہیں؟
جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ وہ پسماندہ علاقہ ہے اور وہاں tribal society ہے تو وہاں پر مردوں کی نسبت خواتین کا ہونا زیادہ بہتر ہے اور وہ اربن ایریا نہیں ہے اس لئے لوگ وہاں پر پسماندہ ہیں اور وہ مردوں سے علاج نہیں کروانا چاہتے اس لئے خواتین، خواتین سے زیادہ علاج کرواتی ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر کوئی مرد علاج کروانا چاہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے لئے ہسپتالوں میں ڈاکٹر موجود ہیں وہ ان کو دیکھ لیا کریں گے۔

(اس مرحلہ پر بہت سے معزز ممبران حزب اختلاف ضمنی سوال پکارنے لگے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا اور اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ مواصلات و تعمیرات گوجرانوالہ میں 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*4939: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے۔

(ہ) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع rules میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں بھرتی کئے جانے والے افراد کے نام و دیگر تفصیل درج ذیل ہے:۔

محکمہ شاہرات

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتاجات
1۔	احد گل زمان ولد رحمت علی	مالی	1	_	گوجرانوالہ	کچی آبادی لدھے والا وڑائچ حافظ آباد گوجرانوالہ
2۔	انور حسین ولد مہدی حسین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع اولکھ بھائیکے تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
3۔	غلام دستگیر ولد ملک امیر علی	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع نندپور ڈاک خانہ ایمن آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
4۔	رنگ علی ولد عمر دراز	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع لوھیانوالہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
5۔	محمد علیم ولد بشیر احمد	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	مغل چک کلاں تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
6۔	عبدالقدیر ولد محمد الیاس	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع ٹھاکر کے وڑائچ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

محکمہ عمارات

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتاجات
1۔	مائیکل ثر کل ولد برکت مسیح	سویپر	1	مڈل	حافظ آباد	بمقام خاص احمد پور چھٹہ تحصیل و ضلع حافظ آباد

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتاجات
1۔	طارق عزیز ولد خیال گل (مرحوم) والد کی دوران سروس وفات کے بعد مروجہ نوٹیفکیشن نمبر S&G.A.D S.O.R-III-2-42/92 مورخہ 28-08-1993 کے تحت بھرتی کیا گیا۔ (نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)	جونیئر کلرک	5	میٹرک، ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئر، سول ڈپلومہ ان کمپیوٹر سائنسز مع ٹائپنگ	گوجرانوالہ	ہائی وے آفیسرز کالونی سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ

2-	محمد یونس ولد محمد رمضان	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع جلہن تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
3-	محمد یوسف ولد محمد دین	بیلدار	1	--	گوجرانوالہ	موضع بر تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
4-	محمد اکرم ولد علم دین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع بھوانی داس تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
5-	اللہ دتہ ولد نذیر حسین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	نئی آبادی اسلام پورہ بھدے ڈاک خانہ تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ
6-	محمد ارشاد ولد فضل حسین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع دھاروال ڈاک خانہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
7-	محمد ضفران ولد محمد اقبال	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع کوٹلی نواب موڑ ایمن آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
8-	محمد جمشید کھوکھر ولد محمد صدیق	بیلدار	1	میٹرک	گوجرانوالہ	موضع اروپ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
9-	سید حسن عباس ولد سید شمشاد حسین	سٹور کلی	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع بر تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

(ب) ریکروٹمنٹ پالیسی اور میرٹ لسٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محکمہ شاہرات

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1-	شجاع الدین احمد	18	ایگزیکٹو انجینئر	پراونشل ہائی وے ڈویژن گوجرانوالہ
2-	شوکت عزیز	17	سب ڈویژنل آفیسر	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ سب ڈویژن جلال پور پیر والا ضلع ملتان
3-	غلام احمد فاروق	17	سب ڈویژنل آفیسر	پراونشل ورکس سب ڈویژن گوجرانوالہ

محکمہ عمارات

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1-	عرفان احمد قاضی	18	ایگزیکٹو انجینئر	پراونشل ورکس ڈویژن گوجرانوالہ
2-	غلام احمد فاروق	17	ایس ڈی او	پراونشل ورکس سب ڈویژن گوجرانوالہ

3۔	چودھری شوکت عزیز	17	ایس ڈی او	پراونشل ورکس سب ڈویژن گوجرانوالہ

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت (کمیٹی نمبر 1)

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	سید ظہیرالحسنین	19	سپرنٹنڈنگ انجینئر	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر، ورکس اینڈ سروسز سیالکوٹ
2۔	سید عبدالخالق خوارزمی	19	ای۔ڈی۔او	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر، فنانس اینڈ پلاننگ گوجرانوالہ
3۔	رانا عبدالحمید خان	18	ڈی۔او	ڈسٹرکٹ آفیسر کوآرڈینیشن گوجرانوالہ
4۔	ملک مہر محمد	18	ایگزیکٹو انجینئر	ایکسین، پراونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ
5۔	فیاض الحسن انصاری	17	ایگزیکٹو انجینئر	ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ گوجرانوالہ

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت (کمیٹی نمبر 2)

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	محمد ایاز محمود	19	سپرنٹنڈنگ انجینئر	ڈائریکٹر سٹڈیز گورنمنٹ انجینئرنگ اکیڈمی لاہور
2۔	چودھری خدایار	19	سپرنٹنڈنگ انجینئر	ڈائریکٹر پی اینڈ ڈی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور
3۔	محمد امین باجوہ	18	ڈسٹرکٹ آفیسر	ڈی۔او پلاننگ گوجرانوالہ
4۔	محمد اکرم چودھری	18	ڈسٹرکٹ آفیسر	ڈسٹرکٹ آفیسر کوآرڈینیشن گوجرانوالہ
5۔	ملک مہر محمد	18	ایگزیکٹو انجینئر	ایکسین ہائی وے سیالکوٹ

(د) بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی ہے، اخبارات کا نام و تاریخ درج ذیل ہے:۔

محکمہ شاہرات

نام اخبار	تاریخ	
روزنامہ "جنگ"	19-12-2003	(فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محکمہ عمارات

نام	اخبار	تاریخ	
روزنامہ	"نوائے وقت"	20-12-2003	(فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت

نام	اخبار	تاریخ	
روزنامہ	"دن"	17-12-2003	(فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ہ) کسی شخص کو rules میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

سندرداس روڈ لاہور کی تعمیر نو اور مزید انڈر پاسز کی تعمیر کا مسئلہ

*5250: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سندر داس روڈ المعروف ٹھنڈی سڑک جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے اسے حکومت کب تک نیا بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ب) انڈر پاس مصطفےٰ آباد، مغل پورہ اور لال پُل کی تعمیر کب تک شروع کئے جانے کا ارادہ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مذکورہ سڑک داتا گنج بخش ٹاؤن کے دائرہ اختیار میں ہے۔ ٹاؤن انتظامیہ اپنی ترجیحات اور وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سڑک کی تعمیر و مرمت پر غور کر سکتی ہے۔

(ب) دھرم پورہ انڈر پاس کی تعمیر جاری ہے۔ مغل پورہ اور لال پل پر ٹریفک کے مسائل حل کرنے کے لئے مختلف منصوبہ جات حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں۔

ضلع رحیم یار خان، 2002 تا حال، محکمہ بہبود آبادی میں بھرتی کی تفصیلات

*5420: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے ؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے ؟

(ہ) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع rules میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف)

1۔ مورخہ 2002-10-8 سے 2002-10-12 تک کل پندرہ افراد محکمہ ہذا میں بھرتی کئے گئے ان میں سے چھ افراد کو تقرری کے احکامات دفتر ہذا نے جاری کئے اور باقی سات افراد کی تقرری کے احکامات برائے ضلع رحیم یار خان، Divisional Director Bahawalpur نے جاری کئے تھے اور دو افراد کی تقرری کے احکامات لاہور آفس نے کئے۔

2۔ مورخہ 2003-10-7 کو کل تیس افراد کو محکمہ ہذا نے بھرتی کیا جن میں 26۔افراد کی تقرری دفتر ہذا نے کی جبکہ چار افراد کی بھرتی Divisional Director Bahawalpur نے کی۔ تمام مطلوبہ کوائف کی تفصیلی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ بنانے کا طریق کار جو بحوالہ چٹھی نمبر PWD/DIR(A&F) /02/2470 مورخہ 2002-10-5 اور PWD/DD(G) مورخہ 2003-5-8 کے تحت ہوا ہے جو پنجاب آفس لاہور سے موصول ہوئی تھی اور ان کو مدنظر رکھتے ہوئے میرٹ تیار کیا گیا۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

I۔ کمیٹی برائے بھرتی جو پنجاب آفس لاہور میں بذریعہ چٹھی نمبر PWD/DIR(A&F)/2002/2363 مورخہ 27/09/2002 تشکیل دی تھی۔ آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

II۔ کمیٹی برائے بھرتی 2003 کے چیئرمین بذریعہ چٹھی نمبر PWD/SO(A)/GEN/03/03 مورخہ 2003-10-8 اور باقی افراد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اخبارات جن میں بھرتی کا اشتہار دیا گیا مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ نوائے وقت، لاہور 2۔ جنگ، لاہور (اخبارات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ہ) صرف ایک آدمی محمد اکمل کو بطور چوکیدار مورخہ 17-05-2004 کو 17/A کے تحت بھرتی کیا گیا جس کا والد عیدن اس محکمہ میں چوکیدار تھا جو دوران ملازمت طبی بنیاد پر ریٹائرڈ کر دیا گیا۔ (کوئی بھی بھرتی نہیں کیا گیا)

ضلع رحیم یار خان، 04-2002، محکمہ بہبود آبادی کو ادا کردہ رقم اور اخراجات کی تفصیلات

*5426: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان کو سال 03-2002 اور 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کے ٹی۔اے / ڈی۔اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان کو سال 03-2002 اور 04-2003 کو مندرجہ ذیل رقم فراہم کی گئی۔

سال 03-2002 میں 1,42,85,440 روپے فراہم کئے گئے۔

سال 04-2003 میں 1,33,54,000 روپے فراہم کئے گئے۔

کل رقم 2,76,39,440 روپے فراہم کئی گئی۔

کل رقم دو کروڑ چھہتر لاکھ انتالیس ہزار چار سو چالیس روپے فراہم کی گئی۔

(ب) سال 2002-2003ء میں 1,37,16,981 روپے خرچ کئے گئے

کل رقم دو کروڑ بیالیس لاکھ اکیس ہزار چھ سو تیس روپے Surrender کی گئی۔

سال 04-2003 میں 1,45,04,642 روپے خرچ کئی گئی۔

	سال03-2002 میں5,68,459 روپے surrender کئے گئے	کل رقم سترہ لاکھ انیس ہزار ایک سو ایک روپے surrender کی گئی۔
	سال04-2003 میں11,50,642روپےsurrender کئے گئے۔	
(ج)	سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر03-2002 میں7,42,306 روپے	کل رقم ایک کروڑ چھ لاکھ چھتیس ہزار چھ سو ستتر روپے خرچ کی گئی
	سرکاری افسران کی تنخواہوں پر04-2003 میں9,89,43,71 روپے خرچ کئے گئے۔	
	سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر04-2003 میں6,76,041 روپے خرچ کئے گئے۔	کل رقم ایک کروڑ آٹھ لاکھ اکتالیس ہزار آٹھ سو پچھتر روپے خرچ کی گئی۔
	سرکاری افسران کی تنخواہوں پر04-2003 میں1,01,65,834 روپے خرچ کئے گئے۔	
(د)	سال03-2002 میں کل رقم3,92,087روپےTA/DA پر خرچ ہوئے۔	کل رقم سات لاکھ پچاس ہزار ایک سو ساٹھ روپے خرچ کی گئی۔
	سال04-2003 میں کل رقم3,58,073روپےTA/DA پر خرچ ہوئے۔	
(ہ)	کوئی رقم گاڑی کی خرید پر خرچ نہیں ہوئی۔	
(و)	سال03-2002 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں1,04,243 روپے خرچ ہوئے۔	کل رقم تین لاکھ چونتیس ہزار پینسٹھ روپے خرچ کی گئی۔
	سال03-2002 میں سرکاری گاڑیوں کے پٹرول کی مد میں 2,29,822روپے خرچ ہوئے۔	
	سال04-2003 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں 1,76,729روپے خرچ ہوئے۔	کل رقم پانچ لاکھ چار ہزار چھ سو تیرہ روپے خرچ کی گئی۔
	سال04-2003 میں سرکاری گاڑیوں کے پٹرول کی مد میں 3,27,884روپے خرچ ہوئے۔	
(ز)	سال03-2002 میں1,22,800روپے یوٹیلٹی بلز پر1,22,800 روپے خرچ کئے گئے۔	
	سال04-2003 میں1,22,800روپے، یوٹیلٹی بلز پر1,43,456 روپے خرچ کئے گئے۔	
(ح)	کوئی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ نہیں ہوئی۔	

محکمہ بہبود آبادی، فیصل آباد، مراکز، فنڈز اور اسامیوں کی تفصیلات

*5443: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ ہذا کے کتنے مراکز کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) سال2003 اور2004 میں ان مراکز کو کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) سال 2003 اور 2004 میں ان مراکز کو کتنی ادویات فراہم کی گئی؟

(د) ان مراکز میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) ان میں سے کتنے مراکز کو بیرونی ممالک سے مذکورہ سالوں کے دوران امداد فراہم ہوئی؟

(و) کیا مذکورہ سالوں کی ان مراکز کی کارکردگی سے حکومت مطمئن ہے؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) فیصل آباد میں کل 72 فلاحی مراکز ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2003 اور 2004 میں فلاحی مراکز کو درج ذیل فنڈز فراہم کیے گئے:۔

1۔	تنخواہ	14,503,000
2۔	آپریشنل اخراجات	4,639000
	کل اخراجات	19,142000

(ج) ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فلاحی مراکز میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 351 ہے جن میں سے 340 اسامیوں پر لوگ کام کر رہے ہیں جبکہ گیارہ اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	منظور شدہ	خالی اسامیاں
1۔	فیملی ویلفیئر ورکرز	71	۔
2۔	فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ (مرد)	70	8
3۔	فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ (خواتین)	70	1
4۔	فی میل ہیلپر (آیا)	70	1
5۔	چوکیدار	70	1

(ہ) ان فلاحی مراکز میں سے کسی کو بھی بیرونی ممالک سے امداد نہ ملی ہے۔

(و) جی ہاں۔

محکمہ پاپولیشن ویلفیئر ملتان، اغراض و مقاصد، فلاحی اقدامات اور ملازمین کی تفصیل

*5558: ملک محمد ارشد راں: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر عوام کی بھلائی کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع بھر میں تعینات عملہ کی تفصیل فراہم کریں۔
(ج) گزشتہ تین سال میں محکمہ ہذا نے ضلع بھر میں جو اقدامات کئے ہیں ان کی تفصیلات مہیا کی جائیں؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر جولائی 1965 میں شروع ہوا۔ اس وقت محکمہ ہذا خاندانی منصوبہ بندی/بنیادی صحت اور عوام کی فلاح و بہبود مختلف مراکز کے ذریعے سرانجام دے رہا ہے ان مراکز میں دو تولیدی مراکز صحت، دو موبائل سروس یونٹ اور 41 فلاحی مراکز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز، حکیم، ہومیوپیتھک اور تولیدی مراکز صحت جو محکمہ نے رجسٹرڈ کئے ہیں وہ بھی مذکورہ خدمات انجام دیتے ہیں۔

محکمہ ہذا کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1۔ مردو خواتین کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی مکمل مفت خدمات کی فراہمی
2۔ ماں اور بچے کی صحت سے متعلقہ امور کی نگہداشت
3۔ ماں کے دودھ کی بچے کے لئے اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنا۔
4۔ ابارشن سے متعلق پیچیدگیوں کا تدارک
5۔ امراض نسواں سے متعلق معلومات و علاج کی سہولت
6۔ بانجھ پن کے بارے میں معلومات اور علاج کی سہولت و مشورے
7۔ HIV، ایڈز اور جنسی امراض سے بچاؤ کے متعلق معلومات، مشورہ و علاج
8۔ سیٹلائٹ کیمپس کے ذریعے دور دراز علاقوں میں ضرورت مند لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی اور صحت کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔
9۔ مردانہ عملہ مردوں کی تولیدی صحت کے بارے میں معلومات اور ان کے مسائل کے بارے میں مشورے دیتا ہے۔
10۔ مردوں میں خاندانی منصوبہ بندی کو قابل قبول بنانا اور مردوں کے لئے مانع حمل طریقوں کے استعمال کو فروغ دینا۔
11۔ سماجی تبدیلی کے لئے کم بچوں پر مشتمل خاندان کو رواج دینا۔
12۔ مردوں اور خواتین کو کنبہ میں اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں مدد دینا۔
13۔ نومولود بچوں کی صحت ممکول تیار کرنے، اسہال، حفاظتی ٹیکے، خواتین اور مردوں کے حقوق میں توازن سے متعلق شعور بیدار کرنا۔

14- عام لوگوں کی سماجی، معاشرتی بہتری کے لئے کام کرنا وغیرہ کے معاملات پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔

15- خاندانی منصوبہ بندی کے بارے مانع حمل طریقوں اور ادویات وغیرہ سے متعلق شکوک و شبہات کو دور کرنا۔

16- صحت و صفائی کے بارے میں عوام، خاص طور پر عورتوں کو تربیت دینا۔

(ب) ضلع بھر کے عملہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر سال 11 جولائی کو عالمی یوم آبادی منایا جاتا ہے جس میں واک، تقریری مقابلے اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں میں بڑھتی ہوئی آبادی کے منفی اثرات کے بارے میں شعور پیدا کیا جائے اور لوگوں میں چھوٹے خاندان کی اہمیت، افادیت کو اجاگر کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ عوام میں چھوٹے کنبے کے شعور کو بیدار کرنے اور ماں اور بچے کی صحت کے بارے میں آگاہی کے لئے بے بی شو اور خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں فلم شو کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

عوام میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو پھیلانے اور بچوں اور خاندان کی بہبود کے لئے مختلف لوگوں جن میں سرکاری ملازمین، کونسلرز، ٹریڈ یونین کے نمائندے، مزدور، مذہبی طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ عوام میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں مفت لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ مختلف نمائشوں، میلوں اور سیمینارز میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں آگاہی سے متعلق سٹال لگائے جاتے ہیں۔

حال ہی میں پاک انڈیا کرکٹ سیریز کے موقع پر ملتان میں منعقد ٹیسٹ میچ میں محکمہ بہبود آبادی نے عوام میں شعور پیدا کرنے کے لئے کوئز پروگرام سے متعلق عوام میں ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کئے، ہزاروں کی تعداد میں P-caps تقسیم کی گئیں جن پر محکمہ ہذا کا پیغام درج تھا۔ گراؤنڈ کے اندر اور باہر محکمہ کے ایڈورٹائزنگ بورڈ بھی نصب کئے گئے تھے۔

نوٹ: گزشتہ تین سال کے دوران محکمہ بہبود آبادی کی ضلع ملتان کی کارکردگی صفحہ نمبر 4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بصیر پور تا چوک حافظ لال سڑک کی مرمت کا مسئلہ

*5752: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں بصیر پور تک چوک حافظ لال سڑک محکمہ شاہرات کے تحت ہے اگر درست ہے تو پچھلے تین سال میں اس سڑک کے کون کونسے حصے مرمت کئے گئے نیز ان کے اخراجات بالترتیب تفصیل سے بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا پل نہر سہاگ سے آبادی امیر اتیجیکا اور اڈا روھیلہ تیجیکا سے چوک حافظ لال تک کے حصے بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں اور ان پر ٹریفک کا روانی سے گزرنا انتہائی مشکل ہے حکومت اس کی کب تک خصوصی مرمت کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر تعمیر شدہ پُل نہر سہاگ اور چک کھولے جمیل کے نزدیک پلی خراب ہو چکی ہے حکومت ان کی درستی کے لئے کب تک اور کیا اقدامات اٹھانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) بصیر پور تا چوک حافظ لال سڑک ضلعی حکومت اوکاڑہ کے زیر انتظام ہے اس کی لمبائی 16.88 کلو میٹر ہے۔ گزشتہ تین سالوں میں مرمت کے بالترتیب حصے اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	کلو میٹر از	تا	اخراجات
2001-02	0.00	5.00	0.772 ملین روپے
2002-03	–	–	کوئی خرچہ نہ ہے
2003-04	–	–	کوئی خرچہ نہ ہے

(ب) ضلعی حکومت نے موجودہ مالی سال میں بھی 1.657 ملین روپے مہیا کئے تھے، جس سے کلو میٹر 5.00 تا 12.00 مرمت کر دیئے گئے ہیں۔ بقیہ حصہ کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت فنڈز حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے وسائل مہیا ہونے پر اس حصے کو بھی مرمت کرایا جائے گا۔

(ج) مذکورہ پلی کی مرمت کر دی گئی ہے۔

بنیادی مرکز صحت مقبول پورہ میانی، تحصیل فیروزوالہ سے متعلقہ تفصیلات

*6162:جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بنیادی مرکز صحت مقبول پورہ میانی تحصیل فیروزوالہ کب تعمیر ہوا، اس پر کتنی لاگت آئی، ٹھیکیدار کے نام اور پتا کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو میٹریل استعمال کیا گیا بہت ناقص تھا، کیا حکومت اس ٹھیکیدار کے خلاف خراب میٹریل استعمال کرنے پر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) بنیادی مرکز صحت (B.H.U) مقبول پورہ میانی تحصیل فیروزوالہ 89-04-01 کو شروع ہوا اور 90-04-31 کو مکمل ہوا اور اس پر 17,06,000 روپے لاگت آئی۔ بنیادی مرکز صحت تعمیر کرنے والے ٹھیکیدار کا نام ایم۔ایس سعید احمد خان اینڈ سنز مکان نمبر 17 گلی نمبر 9 کوچہ محمدی سلطان پورہ لاہور تھا۔

(ب) ضلعی حکومت شیخوپورہ کی مہیا کردہ رپورٹ کے مطابق بنیادی مرکز صحت مقبول پورہ میانی کی تعمیر میں کوئی ناقص میٹریل استعمال نہ کیا گیا تھا لہذا انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

ملتان تا کبیر والا، موٹروے پر گزشتہ پانچ سال کے اخراجات اور تعمیر نو کی تفصیل

*6318:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہائی وے پر ملتان سے کبیر والا تک پچھلے پانچ سال میں تعمیر و مرمت پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مصروف سڑک کی حالت پہلے کی طرح بہت خراب ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ملتان کبیر والا سڑک کا سیکشن ملتان تا ماہنی سیال موڑ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر انتظام ہے

جبکہ ماہنی سیال موڑ تا کبیر والا 14 کلو میٹر لمبائی محکمہ شاہرات پنجاب کے پاس ہے۔اس حصہ کی مرمت پر پچھلے پانچ سالوں میں 8,252,519 روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) سڑک کا بیشتر حصہ عام سطح زمین سے نیچے ہے لہذا یہ سڑک اکثر و بیشتر ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہے۔

(ج) ایشیائی ترقیاتی بنک کے روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں اس سڑک کی تعمیر نو شامل ہے، پراجیکٹ کے ابتدائی مراحل میں بنک کی وساطت سے مشاورتی فرموں کے چناؤ کا عمل جاری ہے۔سڑک کا PC.I وفاقی حکومت (E.C.N.E.C) کی منظوری کے لئے روانہ کیا جا چکا ہے۔ ان تمام مراحل کی تکمیل پر سڑک کی تعمیر کا کام شروع ہو سکے گا۔

ضلع لودھراں کی زیر تعمیر سڑکوں سے متعلقہ تفصیلات

*6448: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع لودھراں میں جو سڑکیں زیر تعمیر ہیں ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے نیز یہ سڑکیں کب سے زیر تعمیر ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور لودھراں روڈ تا بستی بہادر تھہیم براستہ لالے والا سڑک پر پتھر ڈال کر کام بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) اس سڑک پر کب پتھر ڈالا گیا تھا اور اس پر اب تک کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) اس سڑک کو مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت کب تک اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ضلع لودھراں میں زیر تعمیر سڑکوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) 97-1996 میں پتھر ڈالا گیا اور اس پر 1.999 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(د) 97-1996 کے بعد فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے سڑک کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔ سڑک اس وقت ضلع حکومت کے زیر انتظام ہے جو اپنے وسائل اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے بقایا کام مکمل کر سکتی ہے۔

ہرنولی قائدآباد روڈ ضلع خوشاب کی مرمت کا مسئلہ

*6540: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ہرنولی (میانوالی) قائدآباد (خوشاب) روڈ حصہ ضلع خوشاب کافی عرصہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں ان گڑھوں میں عارضی طور پر مٹی ڈال دی جاتی ہے جو بارش اور ٹریفک گزرنے سے نکل جاتی ہے کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

مذکورہ سڑک ضلعی حکومت خوشاب کے زیر انتظام ہے اس کی لمبائی 15.08 کلومیٹر ہے۔ پہلے چار کلومیٹر کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں۔ توقع ہے کہ یہ کام جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔ بقیہ حصہ کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت اپنی ترجیحات کی بناء پر غور کر سکتی ہے۔

محکمہ بلڈنگ پنجاب، جنوری 2004 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*6542: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ بلڈنگ پنجاب کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتہ جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز rules میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ بلڈنگز پنجاب میں بھرتی کئے جانے والے افراد کے نام اور دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا لسٹ میں سے سیریل نمبر 1 تا 18 کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا میرٹ لسٹ اور میرٹ کا طریق کار 146 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تاہم سیریل نمبر 19 تا 23 کے افراد کو پنجاب سول سرونٹس (تقرری اور سروس کی شرائط) rules 1974 کی مد 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا ہے ان رولز کے مطابق سرکاری ملازمت کے دوران ملازم فوت ہونے کی صورت میں اس کا ایک بچہ ملازمت کا حق دار ہوتا ہے۔

(ج) میرٹ لسٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	محمد اشرف (چیئر مین)	ایکسین	18	فورتھ پراونشل بلڈنگ ڈویژن، لاہور
II۔	نعیم اختر (ممبر)	ایس۔ڈی۔او	17	پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن نمبر 12 لاہور
III۔	وسیم طارق (ممبر)	ایس۔ڈی۔او	17	پراونشل ہائی وے سب ڈویژن، راولپنڈی
IV۔	احمد علی (ممبر)	ایس۔ڈی۔او	17	پراونشل ہائی وے سب ڈویژن، لاہور

(د) کوئی بھی فرد قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کوئی بھی فرد وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

ضلع لاہور تا قصور، دورویہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*6555: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ضلع لاہور تا قصور ڈبل سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کی تعمیر کے لئے حکومت فنڈز بھی منظور کر چکی ہے مگر یہ منصوبہ مسلسل التواء کا شکار ہے اور سڑک سنگل ہونے کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تعمیر شروع ہو گی اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) منصوبہ التواء کا شکار نہ ہے بلکہ پہلے مرحلہ میں چونگی امر سدھو تا کاہنہ سیکشن (11.50 کلومیٹر) میں کام کا آغاز ہو چکا ہے بقیہ حصہ کے لئے پلاننگ وڈیزائننگ کی جارہی ہے اس حصہ پر کام کا آغاز آئندہ مالی سال میں متوقع ہے۔

(ج) جز(ب) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت درکار نہ ہے۔

گوجرانوالہ شہر اوور ہیڈ برج کی مرمت کا مسئلہ

*6636: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر کا واحد اوور ہیڈ برج ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل کی کئی سالوں سے صحیح طریقے سے مرمت نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے پل پر چلنے والی گاڑیوں کو جھٹکے لگتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پُل کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ مسلسل ٹریفک کی وجہ سے صرف expansion Joints کی مرمت درکار ہے۔

(ب) پُل کی باقاعدہ دیکھ بھال کی جاتی ہے جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ expansion joints مرمت طلب ہونے کی وجہ سے ٹریفک کو دشواری پیش آرہی تھی۔

(ج) ڈائریکٹر برج کے فنی مشورہ کی روشنی میں expansion joints کی مرمت کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

ضلع خوشاب، 04-2002، سڑکوں کی مرمت سے متعلقہ فنڈز اور کام کی تفصیلات

*6657: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں مالی سال، 03-2002، 04-2003 میں سرگودھا خوشاب روڈ، گروٹ آدھی کوٹ دریا خان روڈ، خوشاب مظفر گڑھ روڈ پر مرمت اور

ریسر فیسنگ کی مد میں دس ملین سے زائد رقم صرف کاغذی کارروائی میں خرچ کر دی گئی اور عملی طور پر وہاں پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی مد میں گھپلا کر کے فنڈز نکلوانے کے خلاف انکوائری کرواکر ذمہ داروں کو سخت سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال03-2002 میں11.227 ملین روپے کی رقم مذکورہ سڑکوں پر کام کروا کے خرچ کی گئی۔ رقم کا بڑا حصہ resurfacing کی مد میں خرچ ہوا اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2002-03

نمبر شمار	نام سڑک	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت	ریسر فیسنگ	میزان
1۔	لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ	0.612 ملین روپے	0.099 ملین روپے	2.219 ملین روپے	2.930 ملین روپے
2۔	گروٹ آدھی کوٹ دریا خان روڈ	0.336 ملین روپے	0.302 ملین روپے	-	0.638 ملین روپے
3۔	خوشاب مظفر گڑھ روڈ	0.109 ملین روپے	0.948 ملین روپے	2.922 ملین روپے	3.979 ملین روپے
	میزان	1.057 ملین روپے	1.349 ملین روپے	5.141 ملین روپے	7.547 ملین روپے

2003-04

نمبر شمار	نام سڑک	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت	ریسر فیسنگ	میزان
1۔	لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ	0.764 ملین روپے	___	___	0.764 ملین روپے
2۔	گروٹ آدھی کوٹ دریا خان روڈ	0.147 ملین روپے	___	___	0.147 ملین روپے
3۔	خوشاب مظفر گڑھ روڈ	0.161 ملین روپے	___	2.608 ملین روپے	2.769 ملین روپے
	میزان	1.072 ملین روپے	___	2.608 ملین روپے	3.680 ملین روپے
	کل میزان	2.129 ملین روپے	1.349 ملین روپے	7.749 ملین روپے	11.227 ملین روپے

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

خوشاب میانوالی روڈ پر دریائے جہلم کے پل کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*6658: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خوشاب میانوالی روڈ پر دریائے جہلم پر چار پانچ سال پہلے پُل تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پُل مذکور ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اور پُل کسی بڑے حادثے کا باعث بن سکتا ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناقص میٹریل استعمال کرنے والے ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے اور پل کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) خوشاب میانوالی روڈ پر دریائے جہلم پر پُل کی تعمیر جون 2000 میں مکمل ہوئی۔

(ب) مذکورہ پُل میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا اور نہ ہی پل پر کوئی ٹوٹ پھوٹ واقع ہوئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ پُل کی تعمیر میں کوئی ناقص میٹریل استعمال نہیں کیا گیا لہذا کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے پُل پر کوئی خصوصی مرمت درکار نہ ہے البتہ سالانہ مرمت باقاعدگی سے کی جارہی ہے۔

بھیرہ، میانی ملکوال روڈ کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*6675: **ڈاکٹر مختار احمد بھرتھ**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھیرہ، میانی ملکوال روڈ عرصہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک مذکورہ کی مرمت پر 2000 سے آج تک ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا جس وجہ سے سڑک کی حالت بہت خراب ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکورہ کی تعمیر و مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) گزشتہ شدید بارشوں کی وجہ سے بھیرہ میانی ملکوال روڈ کے کلو میٹر نمبر 41 اور 61 جزوی طور پر خراب ہوئے تھے بقیہ سڑک درست حالت میں ہے۔

(ب) مالی سال 02-2001 میں کلو میٹر نمبر 45-46 (اڈا میانی) پر خصوصی مرمت کی مد میں 0.954 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(ج) رواں مالی سال میں کلو میٹر 41 اور 61 کی مرمت کا تخمینہ 0.986 ملین روپے لگایا گیا ہے توقع ہے کہ مذکورہ مرمت کا کام 30۔جون 2005 سے پہلے مکمل کر لیا جائے گا۔

سیالکوٹ بائی پاس گوجرانوالہ، 2003 تا حال، ریسر فیسنگ کے کام سے متعلقہ تفصیل

*6680: چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سیالکوٹ بائی پاس گوجرانوالہ کی ریسر فیسنگ پر یکم جنوری 2003 سے آج تک مبلغ 28 لاکھ 76 ہزار روپے خرچ کئے ہیں؟

(ب) مذکورہ کام جن ٹھیکیداروں سے کروایا گیا ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ کام محکمہ کے جن جن افسران کی زیر نگرانی سرانجام دیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنی خطیر رقم خرچ ہونے کے باوجود یہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سڑک کی ریسر فیسنگ کے کام کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ کام پراونشل مشینری مینٹیننس ڈویژن لاہور سے کروایا گیا اور تخمینہ لاگت 2,876,000 روپے تھا۔

(ج) نگران عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	صفدر رضا	ایکسئن	18
2۔	نوید احمد	سب ڈویژنل آفیسر	17
3۔	محمد علی	سب انجینئر	11

(د) ریسر فیسنگ کرنے سے سڑک پہلے سے بہتر ہو گئی ہے۔

(ہ) چونکہ ریسر فیسنگ کا کام تسلی بخش کیا گیا ہے اس لئے تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور تا قصور سڑک کو دورویہ تعمیر کا مسئلہ

*6696: سید مظفر حسین کاظمی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور تا قصور روڈ کو دورویہ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ سڑک کو دورویہ بنانے کا کام شروع ہو جائے گا اور کب تک اسے دورویہ کر دیا جائیگا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) پہلے مرحلہ میں چونگی امر سدھو تا کاہنہ (11.5 کلو میٹر) کا حصہ دورویہ کیا جا رہا ہے۔ کام کا آغاز ہو چکا ہے بقایا حصہ کے لئے پلاننگ و ڈیزائننگ کی جا رہی ہے اس حصہ پر کام کا آغاز آئندہ مالی سال میں متوقع ہے۔

سال 03-2002، کبیر والا موڑ تا کبیر والا سڑک کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیل

*6716: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 03-2002 میں کبیر والا موڑ تا کبیر والا (خانیوال) سڑک پر 5.668 ملین روپے کی خطیر رقم سے خصوصی مرمت کی گئی تھی؟

(ب) یہ کام جن پارٹیوں سے کروایا گیا ان کے نام اور رقم کی تفصیل نیز یہ کام محکمہ کے جن افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی ہوا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنی خطیر رقم خرچ ہونے کے باوجود یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے، کیونکہ اس کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا تھا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) کبیر والا موڑ تا کبیر والا (خانیوال) سڑک کی کل لمبائی 24 کلو میٹر ہے۔ مالی سال 03-2002 میں 4.20 کلو میٹر (12.2 تا 16.4) میں 5.668 ملین روپے کی لاگت سے خصوصی مرمت کا کام کروایا گیا تھا۔

(ب) یہ کام میسرز کوالٹی کنسٹرکشن کمپنی کے ذریعہ 5.668 ملین کی لاگت سے کروایا گیا، کام کی نگرانی کرنے والے محکمہ کے افسران واہلکاران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	میاں نذر آفتاب	ایگزیکٹو انجینئر	18
2۔	اعجاز احمد چیمہ	سب ڈویژنل آفیسر	18
3۔	الطاف حسین بھٹی	سب انجینئر	16

(ج) سڑک کے جس حصہ کی مرمت کی گئی تھی اس کی حالت تسلی بخش ہے اور صحیح میٹریل استعمال کیا گیا تھا لیکن بقیہ لمبائی مسلسل ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہے۔ سڑک مذکورہ اپنی طبعی عمر پوری کر چکی ہے اور موجودہ ٹریفک کے لئے ناکافی ہے۔ اس کی بہتری و کشادگی کا پروگرام ایشائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے شروع ہونے والے منصوبہ پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں شامل ہے۔ توقع ہے کہ اس کی تعمیر نو کا آغاز موجودہ مالی سال میں ہو جائے گا۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں بیان کیا گیا ہے کہ مرمت شدہ حصہ کی حالت تسلی بخش ہے لہذا کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ضلع بھکر میں متعدد سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

278: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایم۔ایم روڈ پر ضلع بھکر کی حدود میں کل کتنے بیلدار کام کرتے ہیں، سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے کیا حکومت اس کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) جھنگ بھکر روڈ تقریباً ریت سے بند ہو گئی ہے کیا حکومت ریت ہٹانے کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) حلقہ پی پی۔49، تحصیل منکیرہ مکمل ریگستان پر مشتمل ہے سڑک سے ریت ہٹانے کے لئے بلڈوزر کی ضرورت ہے، کیا حکومت بلڈوزر کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا ھیڈ تریموں پر پُل موجودہ ٹریفک کے لئے ناکافی ہے، اکثر ٹریفک پھنس جاتی ہے، گنے کے سیزن میں اکثر ٹریفک بلاک رہتی ہے جس سے ضلع بھکر، لیہ اور خوشاب کے لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس پل کے ساتھ نیا پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) بھکر جھنگ روڈ پر سرائے مہاجر سے بھکر شہر تک سڑک تھل کینال پر موجودہ پُل کی چوڑائی بہت کم ہے جس سے حادثات کا خطرہ رہتا ہے کیا حکومت پُل بڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ضلع بھکر کی حدود میں ایم ایم روڈ پر اس وقت 20 بیلدار کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ مالی سال میں 34 کلومیٹر لمبائی میں "resurfacing" کی گئی ہے جس سے سڑک کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ موجودہ مالی سال میں 30تا40 کلومیٹر مزید resurfacing کر دی جائے گی۔

(ب) جھنگ بھکر روڈ کے دونوں اطراف ریت کے ٹیلے ہیں تیز ہوا چلنے سے ریت سڑک پر آ جاتی ہے اور ٹریفک کے لئے رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے لہذا جونہی ریت سڑک پر آتی ہے اسے ہٹا دیا جاتا ہے اس وقت بھی تمام ریت ہٹا دی گئی ہے۔

(ج) اس کام کے لئے ایک بلڈوزر اور ایک موٹر گریڈر مختص کر دیا گیا ہے۔

(د) ہیڈ تریموں پر موجودہ پُل جو کہ محکمہ انہار کے زیر انتظام ہے فی الحال عمومی ٹریفک کے لئے کافی ہے لیکن گنے کے سیزن میں ٹرالیوں کی اوور لوڈنگ کی وجہ سے ٹریفک بلاک ہوتی ہے اوور لوڈنگ کو روکنا انتظامی معاملہ ہے۔

(ہ) یہ منصوبہ فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

(و) تھل کینال پر پُل کی چوڑائی 24 فٹ ہے جو موجودہ ٹریفک کے لئے کافی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب!

سگیاں پل لاہور کے دونوں اطراف سڑک پر تجاوزات

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے دوران میں نے مناسب نہیں سمجھا اس لئے میں نے کہا کہ وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ جب محکمہ تعمیرات کوئی کام کرتا ہے تو ایک certain portion سڑک کا مختص کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی تجاوزات نہیں ہوں گی۔ چند دن پہلے میں نے وزیر صاحب سے request کی تھی کہ ابھی سگیاں پل نیا بنا ہے اور اس کے دونوں طرف سڑک کے فٹ پاتھ پر تجاوزات بنی شروع ہو گئی ہیں جس پر انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ پندرہ، بیس دن میں ان کو ختم کر دیں گے لیکن اب ایک ماہ سے اوپر وقت گزر گیا ہے تو میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف مجھے on the floor of the House بتائیں اور پھر یہ ذمہ داری بھی محکموں کی ہے کہ وہ تجاوزات کو ہٹائیں تاکہ عوام کی پراپرٹی یا حکومت کی پراپرٹی پر اگر تجاوزات بنتے ہیں تو پھر کل ان کو خالی کروانے کے لئے محکمے کو بڑی تگ و دو کرنی پڑتی ہے تو ابھی یہ نئی نئی تجاوزات بن رہی ہیں اگر ہم اس کی نشاندہی کرتے جائیں لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں نے وزیر موصوف سے بات کی، ان کے سیکرٹری سے بات کی اور اس کے نیچے ایس۔ ڈی۔ او سے بات کی تو مجھے پتا لگا کہ وہاں کے ایس۔ ڈی۔ او کی ملی بھگت کے ساتھ وہاں پر کھوکھے بن رہے ہیں اس لئے وہ ہٹائے نہیں جا رہے تو میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف اس کا نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! قاسم ضیا صاحب نے جو نشاندہی فرمائی ہے یہ بالکل جائز بات ہے اور تجاوزات کو کسی صورت بھی احسن قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ بہت زیادہ hindrance پیدا کر رہی ہیں اور عوام کی پراپرٹی کو بھی مسخ کیا جا رہا ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہی visit کروں گا اور جو بھی سرکاری ملازم اس میں آڑے آتا ہو گا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور سارے صوبے میں تجاوزات پر ہم نظر رکھ رہے ہیں اور تجاوزات کو ختم کریں گے۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چوہدری صاحب!

پنجاب میں نہروں پر وارابندی کی وجہ سے پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے بجلی کے کنکشن مفت دینے کا مطالبہ

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں ایک بہت بڑی خاموش آبادی انتہائی مشکلات کا شکار ہے جنہیں کسان کے نام سے پکارا جاتا ہے اور انہیں ڈیزل 40 روپے فی لٹر مل رہا ہے اور کوئی ان کی آواز سننے والا نہیں ہے، وہ احتجاج کرنے کے قابل ہیں نہ وہ شور وغل کر سکتے ہیں اور ان کی تکلیف کے لئے کوئی آدمی آگے آرہا ہے اور نہ ان کی کوئی بات کر رہا ہے۔ اس ایوان کے اندر میں آپ کی وساطت سے اپنی بات کو رکھتا ہوں کہ اتنا بڑا ایوان ان کی طرف سے جو آیا ہے کہ کسانوں کو جو ڈیزل 40 روپے لٹر ملا جو کسی حالت میں خرید کر اپنی زندگی نہیں گزار سکتے ان کے لئے یہ ایوان کیا سوچ سکتا ہے۔ پچھلے دنوں جناب مشرف صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ بلوچستان کے برابر ہم پنجاب کے ریٹس کر دیں گے اور پھر ابھی ابھی کچھ دیر پہلے یہ بات کہی تھی کہ ہم ایک سادہ کاغذ پر زمیندار کو کنکشن دیں گے تاکہ پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے لیکن اس وقت تک فیلڈ کے اندر کوئی بات نہیں آئی۔ میں کہتا ہوں کہ پنجاب کی اتنی بڑی آبادی اتنی شدید مشکلات کا شکار ہے کہ ہمیں پورے غور و خوض کے ساتھ، پوری سنجیدگی کے ساتھ اس کے حل کے لئے سوچنا ہوگا اور انہیں ان مشکلات سے نکالنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس کے لئے کیا کر رہی ہے، سوچنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ وہ اس کے لئے ضرور کوئی قدم اٹھائے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ واقعی اس وقت کسان کے لئے جو وقت ہے وہ مشکلات کا ہے۔ ارسا نے پانی کی کمی کا اعلان کیا ہے پرسوں ہمیں فیڈرل منسٹر نے بلایا تھا ہماری بین الصوبائی میٹنگ ہوئی اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم ربیع کے لئے پانی کی کمی نہ کریں اور جتنا بھی پانی ہے اس کو ہم ensure کریں اس لئے میں ان کو ensure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ربیع میں ہمارے پنجاب کا جو بھی حصہ ہوگا وہ available ہوگا وہ ہم ensure کریں گے کہ اس کی availabiltity کسان تک آسان ہو سکے کیونکہ اس وقت واحد یہی ایک سستا source ہے جس سے کسان کو پانی مہیا ہو سکتا ہے۔ آج کی مہنگائی کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہی source ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اس پر

پوری کوشش کر رہی ہے۔ہم اس کی assistance بھی لیں گے اور اس سے tails تک پانی کی availability کو ensure کیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں تھا وزیر موصوف کو یہ بات معلوم ہے کہ اگر ہمارا پورا پانی بھی نہروں میں چلتا رہے تو بھی ہماری وارابندی ہے یعنی وزیر موصوف اس وارابندی کو ختم نہیں کر سکتے اگر ہمارا پانی پورا بھی چلے تو بھی ہماری وارابندی ہے اور نہریں بند ہوتی ہیں میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وارابندی کو beat کرنے کے لئے کسان ٹیوب ویل چلاتا ہے، ٹریکٹر چلاتا ہے اور سارے کام کرتا ہے اور ڈیزل 40روپے لیٹر ہے جو اب کسان کی قوت خرید سے باہر ہے اس کے لئے ہونا تو یہ چاہئے تھا، جو میں بات کر گیا ہوں وہ میں دوبارہ کرتا ہوں ہو سکتا ہے کہ راجہ بشارت صاحب اس کا جواب دیں کہ مرکزی حکومت نے یہ بات کی تھی کہ اس ڈیزل کی قیمت کو beat کرنے کے لئے، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بجلی عام کی جائے اور ایمرجنسی طور پر بجلی کو عام کرکے زمینداروں کو سہولت دی جائے، کنکشن فری دیئے جائیں اور ریٹس کم کئے جائیں۔یہ وہ معاملہ ہے اگر ان کے نوٹس میں ہے تو یہ جواب دیں نہیں ہے تو یہ اس کے لئے مرکزی حکومت سے کیا بات کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔میں اسی بات پر خود آ رہا تھا جو آپ نے سوال کیا۔ابھی یہ پانی بند کیا گیا تھا میں نے ایگریکلچر منسٹر سے گزارش کی تو انہوں نے پھر مہربانی کی اور سیکرٹری اریگیشن اور منسٹر صاحب نے مہربانی کی ہے اور اس کو 15۔دسمبر تک چلانے کا وعدہ کیا ہے پہلے انہوں نے بند کیا تھا اور میں نے ذاتی طور پر استدعا کی کہ پچھلی دفعہ بھی یہی واقعہ ہوا تھا کہ جب کپاس تیار ہوتی ہے اور اس کے آخری مراحل ہوتے ہیں یا مونجی کی فصل آخری مراحل میں ہوتی ہے تو اس کا پانی 10۔اکتوبر کو بند کرنے سے سراسر نقصان ہوگا۔انہوں نے مہربانی کی ہے اور پانی چلنے کا حکم دے دیا اور پانی چلے گا لیکن میں ایک مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ڈیرہ غازی خان تونسہ بیراج میں ایک سٹرکچر بنا رہے ہیں جس سے ہمارے علاقہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کو تین ماہ تک یعنی مارچ تک پانی نہیں ملے گا کیونکہ وہ سٹرکچر بنا رہے ہیں تو ایسے علاقوں میں پانی کی شدید کمی ہوگی اور ہمارا پانی 15۔نومبر کو بند ہو رہا ہے ایسے علاقوں کے لئے جیسے معزز ممبر نے کہا ہے کہ وعدہ فرمایا جائے کہ سبسڈی پر یا آسان قسطوں پر ٹیوب ویل لگائے جائیں اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت کو چاہئے کہ وہاں پر ٹیوب ویل لگانے کی اجازت دی جائے تاکہ اس پانی کی کمی کو پورا کیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے جیسے ارشاد فرمایا اور پوچھا کہ حکومت اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ پچھلے دنوں بہت hectic meetings ہوئیں جس میں چیئرمین واپڈا بھی تشریف لائے تھے اور میں بھی اس میں تھا ہمارے لاء منسٹر اور منسٹر اریگیشن بھی تھے۔ حکومت پنجاب نے چائنہ سے ٹائم میٹرز امپورٹ کر کے مہیا کر دیئے ہیں۔ ایک سادہ کاغذ پر درخواست دینے کے بعد کنکشن لیا جا سکتا ہے جس میں رات دس بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک آٹھ گھنٹے جو بجلی استعمال ہو گی اس پر غالباً 20 فیصد، میں اس وقت exactly نہیں بتا سکتا اس پر تقریباً 20 فیصد کم ریٹ ہوں گے۔ یہ حکومت پنجاب کا بہت احسن قدم سمجھا گیا ہے اس میں مزید ریلیف دینے کے لئے کیونکہ ڈیزل امپورٹ کیا جاتا ہے اس پر تو ہمارا کوئی بس نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل کا معاملہ ہے لیکن یہاں پر اس کو facilitate کرنے کے لئے حکومت پنجاب اور ہمارے وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب ہر وقت اس پر توجہ کئے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک قدم اٹھایا جا چکا ہے اور اس وقت تک سینکڑوں میٹر لگ چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں مزید بہتری کے لئے اقدامات کئے جائیں گے بہر حال تجویز اچھی ہے اس پر اور بھی کام کیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ کنکشن مفت ملے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی کا میٹر پرانا لگا ہوا ہے تو وہ درخواست دے گا اس کی cost تقریباً 5 ہزار ہے جو حکومت پنجاب ادا کرے گی وہ کسان کو نہیں ادا کرنا پڑے گا اور اگر کسی کے پاس نہیں ہے اور وہ نیا لگوانا چاہتا ہے تو نیا کنکشن بھی ٹائم میٹر کے ساتھ لگے گا اس میں 16 گھنٹے routine bill ہو گا لیکن ان 8 گھنٹوں میں ریلیف ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے ان کی اطلاع کے لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ حکومت اس مسئلے پر سنجیدہ ہے اور ہمیں علم ہے کہ آئندہ فصل کے لئے زمینداروں کو پانی دینا ہے we are committed for that اور اس کے لئے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے بیٹھ کر ایک فارمولہ طے کیا ہے اور ہم کوشش

کریں گے کہ موجودہ حالات میں کیونکہ دونوں ڈیموں میں بارشوں کی وجہ سے وہ کمی نہیں رہی لیکن silt up ہونے کی وجہ سے وہ fill up نہیں ہوئے لیکن اس میں ہم نے گزارا کرنے کے لئے ایک شیڈول بنایا ہے۔ ہم اس کو announce کر رہے ہیں پھر آپ نے بھی میری توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول کروائی تو کل میں نے وزیر آبپاشی سے گزارش کی ہے کہ کل ساڑھے گیارہ بجے یہاں چیف انجینئر، سیکرٹری اریگیشن، منسٹر صاحب، میں، آپ اور چودھری اصغر صاحب بھی تشریف لائیں ہم مزید amendment کرنے کے لئے اور مزید improvement کرنے کے لئے تیار ہیں میں ensure کرتا ہوں کہ اس ربیع کے موسم میں کبھی کمی نہیں آنے دیں گے۔ نمبر دو بات یہ ہے کہ کیا steps لئے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں اگر چیئرمین واپڈا کو بھی شامل کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر ان کی ضرورت پڑی تو ان کو بلا لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ان کی ضرورت ہے اور بہت ضرورت ہے کیونکہ وہ بالکل ناپید ہیں ان کو اگر ٹیلیفون کیا جاتا ہے تو وہ ملتے نہیں ہیں تو کم از کم ان کو اس میں شامل کیا جائے یہاں جتنے ایم۔پی۔اے صاحبان ہیں ان کی ان سے ملاقات ہونی چاہئے۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔ آج ان کی availability دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بہت ضروری ہے۔ چیئرمین واپڈا کا میٹنگ میں ہونا بہت ضروری ہے۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے ہم ان کا ابھی پتا کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر ان کی availability ہوئی تو ان کو بھی یہاں زحمت دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پوچھا گیا ہے کہ کیا steps لئے ہیں تو ہم نے اس ڈیزل کی مہنگائی کو دیکھتے ہوئے بجلی میں 20 فیصد کمی کی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ پنجاب حکومت نے 54 کروڑ روپے سپیشل میٹنگ کی تیاری کے لئے واپڈا کو ادا کئے ہیں اور ان کو یہ کہا ہے کہ آپ رات 10 سے صبح 6 بجے تک وہ میٹر لگوائیں وہ وہاں جا کر اس کا میٹر لگائے گا اور اس کے بعد صرف پابندی یہ ہے کہ رات دس بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک اگر زمیندار چلائیں تو ان کو چوبیس ہزار روپے ماہانہ بچت ہوگی۔ میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے، یہ رعایت پنجاب گورنمنٹ نے زمینداروں کو دی ہے اور اس کے علاوہ نئے کنکشن کے لئے بھی

میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے، جن کو کنکشن نہیں مل رہے اس کو ہم expedite کروا رہے ہیں لیکن ہم زمینداروں کی سہولت کے لئے ہر ممکن جو بھی کوشش کر سکتے ہیں وہ انشاء اللہ کریں گے۔ کل میٹنگ ہو رہی ہے آپ بھی تشریف لائیں۔ آپ اس میں مزید جو بھی تجاویز دیں گے ہم ان کو دیکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل کہاں میٹنگ ہو رہی ہے؟

وزیر زراعت: اریگیشن منسٹر صاحب کے کمرے میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب کی مہربانی سے جس طرح وزیر موصوف assurance کروا رہے ہیں، میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف وزیر آبپاشی کی توجہ چاہوں گا کہ دریائے چناب پر سب سے پہلا اور پرانا ہیڈورکس ہیڈ خانکی ہے اس کی یہ ری ماڈلنگ کرنا چاہتے ہیں۔ 37 لاکھ ایکڑ کا لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے اور لوئر چناب میں سے ہیڈ ساگر پر رکھ برانچ، گوگیرہ برانچ، جھنگ برانچ یہ نہریں جو نکلتی ہیں یہ ہمارے سنگم سے نکلتی ہیں۔ ابھی یہ ری ماڈلنگ اس ہیڈورکس کو کرنا چاہتے ہیں۔ 37 لاکھ ایکڑ کا جو اریگیشن سے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے لیکن ری ماڈلنگ میں ہمارے جو مواضعات چک علی شیر، گورالی، رنیکے، خانکی، وڈالہ، پھالوکی، ڈونیکے جن کے رقبہ جات زیر آب آ جائیں گے ان کے لئے یہ کیا ہمیں incentive دیں گے؟ پہلے already سو سال سے 37 لاکھ ایکڑ کو ہیڈ خانکی پانی دے رہا ہے، وزیر صاحب assurance کرا دیں کہ ری ماڈلنگ میں ہمارے جو رقبہ جات زیر آب آ جائیں گے، جھیل بن جائے گی جس میں موضع سماں بھی شاید آ جائے تو یہ کیا ہمیں assurance دیں گے کہ اس نقصان سے ہمیں بچایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں یہ اب محکمہ اریگیشن کے سوال تو نہیں ہو رہے لیکن آپ نے اب سوال کیا ہے تو اس کا جواب وہ دے دیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں ایک میٹنگ کر لیتے ہیں۔ ری ماڈلنگ سے کوئی اور رقبہ شامل نہیں ہو رہا بلکہ نہروں کی جو اصل استطاعت تھی جو کہ silt up ہو چکی ہیں، سو سال پرانا نظام ہے تو ان اصل نہروں کو بحال کیا جا رہا ہے۔ اس سے کوئی نیا رقبہ یا نہر کو بڑا نہیں کیا جائے گا بلکہ اسی نہر کی جو اصل ڈیزائننگ تھی جو کہ اب silt up ہو چکی ہے اس کو

clear کیا جارہا ہے، اس کو بہتر کیا جارہا ہے اور اس سے پانی ensure ہو گا جو کہ اب available نہیں ہو پارہا، جو پانی وہ لے کر چل نہیں رہیں اور جس رقبے کے لئے وہ بنائی گئی تھیں اس رقبے کو اب وہ زیر کاشت نہیں لا رہے ہیں اس رقبے کو زیر کاشت لانے کے لئے ان کی ری ماڈلنگ کر رہے ہیں اور یہ پنجاب گورنمنٹ کا ایک بہت بڑا احسن اقدام ہے اور 1960 کی دہائی کے بعد کسی گورنمنٹ نے اتنا بڑا اریگیشن سیکٹر کو involve کیا ہے اور اس میں funding دی جارہی ہے جس میں donor agencies ہیں، ورلڈ بنک ہے، فیڈرل گورنمنٹ ہے پنجاب گورنمنٹ کی بھی اس میں مشاورت اور اس میں فنڈ شامل ہیں تو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقتوں میں ایک بہت بڑا انقلاب آئے گا اور اس ری ماڈلنگ سے ہمارا نظام بحال ہو کر اپنی اصل استطاعت کے مطابق چلایا جائے گا۔ ان کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو ان کو اس کی مکمل بریفنگ دے دیتے ہیں اور ان سے متعلقہ جو آفیسر ہیں میں ان کے ساتھ ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے grievances کو دور کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ٹھیک ہے۔ I think that is enough

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب! ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی توجہ دلاؤ نوٹس کو شروع کر لوں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ I just come back to you. میں ابھی ایک سیکنڈ میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔ And the first question is 412 Syed Ehsan Ullah Waqas

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ لکھ کر دے گئے ہیں کہ میں اسے پیش کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ خود موجود نہیں ہیں، آپ کو لکھ کر دے گئے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جی، وہ لاء منسٹر کو بھی کہہ کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! وہ مجھے فرما کر گئے ہیں کہ وہ کسی ضروری کام سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کے ایماء پر یہ move کر لیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ rules کے مطابق توجہ دلاؤ نوٹس وہی شخص move کر سکتا ہے۔ آپ اگر اس کو pending فرما لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو، اس کو pending کیا جاتا ہے۔

Next is 415 Malik Asghar Ali Qaisar and Haji Muhammad Ejaz.... not present, disposed of.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک منٹ۔ I am just coming، اب تحاریک استحقاق شروع ہوتی ہیں۔ لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی تحریک استحقاق ہے انھوں نے اس کو pending کرنے کے لئے درخواست دی ہے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب جاوید حسن گجر صاحب کی ہے۔ یہ 05-09-21 کو move ہو چکی تھی اور اسے 22 تاریخ کے لئے pending کیا گیا تھا، اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سید احسان اللہ وقاص کی ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ سید احسان اللہ وقاص again pending، یہ سب تحاریک سید احسان اللہ وقاص کی pending کی جاتی ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب !

رکن اسمبلی پر قاتلانہ حملے کی اطلاع اور درخواست دینے کے باوجود پولیس افسران جھنگ کا مقدمہ کے اندراج سے انکار

سید حسن مرتضیٰ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 3-اکتوبر 2005 کو رات تقریباً 10 بجے اپنی ذاتی گاڑی پر براستہ چنیوٹ ساہیوال روڈ جا رہا تھا کہ یکدم تین مسلح افراد نے میری گاڑی پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ 6/7 گولیاں سیدھی میری گاڑی کو آلگیں تاہم میرا ڈرائیور گاڑی کو حاضر دماغی سے موقع سے بھگا کر لے جانے

میں کامیاب ہو گیا اور اس طرح ہم کسی بڑے جانی نقصان سے بال بال بچ گئے۔ رات تقریباً 11 بجے میں نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کی اطلاع اے۔ ایس۔ پی چنیوٹ کو بذریعہ ٹیلی فون دینا چاہی مگر آپریٹر کا پیغام دینے کے باوجود اے۔ ایس۔ پی جو گھر پر موجود تھا، نے فون پر بات کرنے کی زحمت گوارانہ کی۔ اس کے بعد تقریباً 20-11 پر میں نے اس واقعہ کی اطلاع ڈی۔ پی۔ او جھنگ حامد مختار گوندل کے نوٹس میں لانا چاہی اور اس کے آپریٹر سے بھی گھر پر موجود صاحب کو میرے فون اور واقعہ کے متعلق آگاہ کیا تو جواب ملا کہ صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں۔ بعد ازاں متذکرہ دونوں پولیس افسران نے قاتلانہ حملے کی اطلاع اور میرے فون کے جواب میں back ring بھی کرنا گوارانہ سمجھا۔ اگلے روز مورخہ 4-اکتوبر 2005 کو میں مقدمہ کے اندراج کے لئے تھانہ صدر چنیوٹ گیا تو ڈیوٹی پر موجود اہلکار نے بتایا کہ ایس۔ ایچ۔ او شیخ عابد انسداد دہشت گردی کی عدالت میں گیا ہوا ہے تو میں اور میرے ساتھ آئے ہوئے لوگ شام تک مقدمہ کے اندراج کی کوشش کرتے رہے مگر چونکہ ایس۔ ایچ۔ او کو بھی میرے واقعہ کا بخوبی علم تھا جس کی وجہ سے اس نے میرے ساتھ ملاقات / بات کرنے سے گریز کیا اور میرے اوپر ہونے والے قاتلانہ حملے کی ایف۔ آئی۔ آر کا بھی اندراج درخواست دینے کے باوجود نہ کیا۔ ڈی۔ پی۔ او جھنگ، اے۔ ایس۔ پی چنیوٹ اور ایس۔ ایچ۔ او تھانہ صدر چنیوٹ نے میرے ساتھ ہونے والے واقعہ کی اطلاع کے باوجود تینوں پولیس افسران میں سے کسی نے بھی مجھے فون کر کے حالات و واقعات سے آگاہی اور اندراج مقدمہ کی درخواست کے باوجود ایف۔ آئی۔ آر درج نہ کر کے نہ صرف اپنے فرائض منصبی میں غفلت، بے پروائی کے مرتکب ہوئے ہیں بلکہ میرا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ short statement دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کوئی short statement دیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں جہاں تک ایف۔ آئی۔ آر کے اندراج میں delay کا تعلق ہے تو وہ ایک علیحدہ issue ہے لیکن جہاں تک معزز ایم۔ پی۔ اے کے ساتھ کسی

بد تمیزی کا تعلق ہے یا ان کے ساتھ کسی غلط سلوک کی بات ہے تو اس میں یہ نہیں لکھا گیا بلکہ میں اپنے بھائی سے صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ مجھے تھوڑا سا موقع دے دیں کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ ان کی غفلت اور لاپرواہی بھی شامل ہے تو اگر اے۔ ایس۔ پی یا ایس۔ ایچ۔ او نے غفلت اور لاپرواہی کی ہو گی تو پھر ان کے خلاف disciplinary action ہو گا، تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن اس کے باوجود اگر میرے بھائی یہ چاہتے ہیں تو پھر تھوڑی سی اگر اس میں amendment کر لیں یہ اپنا بتائیں کہ ان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے؟ اس میں ایف۔ آئی۔ آر تاخیر سے درج کرنے کا ذکر کیا گیا ہے یہ privilege کی breach نہیں ہے کیونکہ اب تو ایف۔ آئی۔ آر بھی درج ہو چکی ہے میرے پاس ایف۔ آئی۔ آر کا نمبر ہے لیکن اگر میرے بھائی اس پر بضد ہیں تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ میں D.P.O, A.S.P اور S.H.O کو بلا لیتا ہوں اور معزز رکن کے سامنے بات کر لیں گے میں ان سے تفصیل لینا چاہتا ہوں۔ میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس تحریک کو oppose نہیں کروں گا لیکن مجھے اس کا جواب تو طلب کر لینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ فاضل رکن نے اس میں بڑا categorically بتایا ہے کہ انھوں نے اس واقعے کی اطلاع A.S.P/D.P.O کو دی اور تھانے خود جا کر ایف۔ آئی۔ آر درج کروانے کے لئے درخواست بھی دی۔ اب وزیر قانون صاحب بتا رہے ہیں کہ ایف۔ آئی۔ آر درج کر لی گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس واقعے کے کتنے دن بعد ایف۔ آئی۔ آر درج ہوئی ہے۔ دوسرا کیا ایک فاضل رکن اسمبلی کی یہ عزت رہ گئی ہے کہ جب وہ کسی پولیس آفیسر کو ٹیلیفون کرتا ہے کہ اس پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اس کے آپریٹر کو بتاتا ہے، اے۔ ایس۔ پی کے دفتر میں جا کر کہتا ہے لیکن وہ اس رکن کو call back تک نہیں کرتا۔ Don't you think this is a breach of privilege of a member کہ ایک فاضل رکن کا ٹیلیفون سننا بھی یہ پسند نہیں کرتے ہیں۔

جناب والا! اگر یہ تحریک استحقاق move نہ کرتے تو پھر ان کی ایف۔ آئی۔ آر بھی درج نہیں ہونی تھی۔ حالانکہ ایف۔ آئی۔ آر درج کروانا is a mandatory provision، ایف۔ آئی۔ آر درج کروانا ان کا قانونی حق ہے۔ میں راجہ بشارت صاحب سے یہ توقع کر رہا تھا کہ وہ اس تحریک کی مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ ایک فاضل رکن پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے، انھوں نے پریس کانفرنس کی ہے اور وہاں پر انھوں نے اخبار نویسوں کو bullets پیش کئے ہیں۔ میں اب بھی کہوں گا کہ اس تحریک کو oppose کرنے کی بجائے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس میں کیا

amendment کرنی ہے؟ آپ خود اندازہ لگا لیں کہ ایک افسران کا ٹیلیفون نہیں سنتا کیا یہ ان کی breach of privilege نہیں ہے؟ اب پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے لیکن اس کی ایف۔آئی۔آر بروقت درج نہیں ہوتی۔ یہ 3 تاریخ کا وقوعہ ہے آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ایف۔آئی۔آر کس تاریخ کو درج ہوئی ہے۔ یہ آپ کی authority اور صوابدید ہے لہذا مہربانی فرمائیں اور اس کو admit کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کر رہا ہوں کہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دی جائے تاکہ میں ان پولیس افسران کا مؤقف بھی معلوم کر سکوں۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو میں بلاوجہ oppose نہیں کروں گا۔ مجھے کم از کم دوسری طرف کا مؤقف تو معلوم کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: I think this is reasonable. ہم اسے pending کر لیتے ہیں اور ان کا مؤقف معلوم کرنے کے بعد پھر take up کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب اسے oppose نہیں کر رہے وہ صرف پولیس افسران کا مؤقف معلوم کرنا چاہتے ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

معزز ممبران اسمبلی کے استحقاق اور ان کی عزت، وقار کے بارے میں صوبہ کے منتظم اعلیٰ کی جانب سے محکمہ جات کے سربراہان کو ہدایات کا جاری نہ کرنا

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کیانی صاحب فرمائیں!

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں اسی پس منظر میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ جو privileges کے معاملات ہیں ان کے حوالے سے یہ پوری دنیا کے پارلیمانی نظام کے اندر وزیر اعلیٰ یا جو بھی صوبے کے منتظم اعلیٰ ہوتے ہیں وہ وقتاً فوقتاً اپنے محکمہ جات کے سربراہان کو اراکین پارلیمنٹ کی حفاظت اور عزت، وقار کی بابت خطوط کے ذریعے ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں جبکہ ہمارے صوبے کے ناظم اعلیٰ کی طرف سے آج تک ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں کی گئی جس میں سربراہان محکمہ جات کو یہ باور کرایا گیا ہو کہ ممبران اسمبلی کی عزت، وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راجہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ عظیم پارلیمانی روایات کے مطابق یہ بھی اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کے دفتر سے وقتاً فوقتاً اپنے محکمہ جات کے سربراہان کو ایوان کے ممبران کی عزت، وقار، بلندی اور ضروری احترام کے لئے ہدایات جاری کرتے رہا کریں۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب نے نوٹ کر لیا ہے اور وہ اس بارے میں ضروری ہدایات جاری کریں گے۔ اگلی تحریک رانا تجمل حسین صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک انتہائی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے تحاریک التوائے کار شروع کر لینے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ ملک اصغر علی قیصر، چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 441/05 ہے۔

قصور پورہ (لاہور) گندہ پانی پینے کی وجہ سے متعدد افراد پیٹ کی مختلف بیماریوں میں مبتلا اور ہلاک

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔ جون 2005 کے ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق قصور پورہ لاہور میں پچھلے ایک ماہ سے

واٹر سپلائی کے پائپوں میں سیوریج کے پائپوں کا گندہ پانی مکس ہو کر آ رہا ہے۔ ایم۔ ڈی واسا اور دیگر متعلقہ ذمہ داران افسران کو اس سلسلہ میں بروقت اطلاع دینے کے باوجود اس کا تدارک نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے گندہ پانی پینے سے اس علاقہ میں پیٹ اور دیگر وبائی امراض پھوٹ پڑے جس سے پانچ افراد جن میں دو بچے شامل ہیں وفات پا گئے اور سو کے قریب بچے، جوان اور بوڑھے اس پانی کے پینے کی وجہ سے ہسپتالوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ایم۔ ڈی واسا اور دیگر افسران کے خلاف کوئی بھی انضباطی اور محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے اہلیان علاقہ شدید اضطراب میں مبتلا ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب کون دیں گے، واٹر سپلائی کے حوالے سے ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ واسا سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں، یہ واسا سے متعلق ہے۔ گیلانی صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔ کیا اس محکمہ کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس تحریک کو اگلی تاریخ تک pending فرما دیں تاکہ متعلقہ وزیر آ کر اس کا جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس تحریک کو pending کر لیتے ہیں۔ جب وزیر ہاؤسنگ آئیں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 584، ڈاکٹر سید وسیم اختر کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 586 محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

کھاریانوالہ (شیخوپورہ) کے رہائشی عصمت علی کی انوسٹی گیشن پولیس شرقپور کے وحشیانہ تشدد سے ہلاکت

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔ ستمبر 2005 کو کھاریانوالہ شیخوپورہ کے رہائشی عصمت علی کو انوسٹی گیشن پولیس شرقپور نے موٹر سائیکل چھیننے کے الزام میں گرفتار کیا اور گرفتاری ڈالے بغیر تھانے میں بند رکھا۔ موٹر سائیکل

کی برآمدگی کے لئے روزانہ بے پناہ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بناتے رہے اور حالت غیر ہونے پر ہسپتال میں داخل کروایا جہاں وہ دم توڑ گیا۔ پنجاب میں قبل ازیں بھی بے شمار پولیس تشدد سے ہلاکت کے روح فرسا واقعات رونما ہو چکے ہیں لیکن آج تک ان کی تحقیقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا پولیس مزید خونخوار ہو گئی ہے جس سے صوبہ کے عوام گھروں میں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں متذکرہ واقعہ حکومت کی غفلت اور پولیس کو کھلی چھٹی دینے کا ایک واضح ثبوت ہے اور اس سے عوام میں خوف وہراس پایا جارہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اسی معاملے پر پہلے ہی ایک انکوائری چل رہی ہے اور اس کی رپورٹ 19 تاریخ کو آنی ہے اس لئے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ اس کو 20 تاریخ تک کے لئے pending کر لیں تاکہ انکوائری کی رپورٹ آجائے اور اس کے مطابق پھر میں جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ بی بی! اس کو 20 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ٹائم دیکھ رہی ہوں کہ تقریباً ہم سوا دو گھنٹے سے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کی تشریف آوری سے پہلے یہاں سپیکر صاحب میری بات سن رہے تھے اور بڑے اہم سوال آپ کی موجودگی میں بھی اور پہلے جو بھی سپیکر یہاں موجود ہوتے ہیں زیر بحث آتے ہیں مگر میری آپ سے سارے ایوان کی طرف سے ایک بڑی اہم گزارش ہے کہ کچھ ایسے اہم سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب بالکل غیر موزوں دیا جاتا ہے جس کا نہ سر ہوتا ہے نہ کوئی پاؤں ہوتا ہے اور بجائے اس کے کہ کسی point پر سیر حاصل بحث کی جائے تو آپ اس کو ادھورا چھوڑ کر فرما دیتے ہیں کہ اگلا، اگلا، اگلا، I am very sorry for that مگر آپ یہ فرمائیے کہ جب ہم نے کچھ achieve ہی نہیں کرنا اور آج یہاں بڑا اہم point discuss ہو رہا تھا جس پر مجھے انتہائی افسوس ہے اور وہ تھا بہبود آبادی کے لئے، یہ اتنا burning issue تھا کہ میں نے بہت دفعہ کچھ عرض کرنے کی کوشش کی لیکن وہ

اتنے نامکمل جوابات اور غیر متعلقہ جوابات سننے کو ملے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ کسی سوال کا جواب صحیح آیا ہے اور نہ کوئی بات ہمارے پلے پڑی ہے اور انہیں نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ جب بھی ہمارے وزراء کہتے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے، اس کو فلاں کر دیا جائے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ سوالات کے جوابات ایک ایک سال اور چھ چھ ماہ بعد آپ کے اور ہمارے سامنے آتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ بغیر تیاری کے یہاں پر کیوں تشریف لاتے ہیں؟ پھر اس کو چھ ماہ کے لئے pending کر دیا جاتا ہے۔ بہبود آبادی کے بارے میں بڑا اہم سوال تھا جس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں آپ کو advice کروں گا کہ آپ منسٹر پاپولیشن کو ان کے دفتر میں مل لیں۔۔۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہمارے سوالوں کے جواب مکمل اور relevant ملنے چاہئیں۔ ہم یہاں پر غیر متعلقہ باتیں سننے کے لئے نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بجا ہے اور سپیکر صاحب نے بھی انہیں یہی ہدایت دے دی تھی اور میں بھی تمام منسٹر صاحبان سے request کروں گا کہ وہ جو بھی جواب دیں گے وہ آپ کو مطمئن کریں گے۔ اس وقت وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پوائنٹ آف آرڈر
ایوان میں زلزلہ زدگان کے بارے میں بحث کے لئے وقت مقرر کرنے کا مطالبہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جمعہ کے دن پہلا اجلاس ہوا اور اس اجلاس کا پنجاب کے عوام اور ہمارے پریس نے جو تاثر لیا، بہت سارے اخبارات اور انتہائی ذمہ دار اخبار "ڈان" نے لکھا تو میں اس پر آپ کی توجہ چاہوں گا۔ "ڈان" نے لکھا کہ پنجاب اسمبلی جو کہ صوبہ پنجاب کے سات آٹھ کروڑ عوام کی نمائندہ ہے اور اس کے نمائندوں کے اجلاس کی بیس منٹ کے اندر کارروائی ختم ہو جانی تھی اگر ایک معزز رکن کھڑے ہو کر یہ سوال نہ اٹھاتا کہ اس کو اس ایوان میں debate کیا جائے اور اخبار کا یہ کہنا

بالکل بجا ہے کہ جب کسی ایوان میں کسی ممبر کا privilege breach ہوتا ہے تو یقین مانیے کہ ہم خود تیس تیس، چالیس چالیس منٹ اس breach پر بات کرتے ہیں لیکن اس ملک کے اندر انسانی تاریخ کا اتنا بڑا سانحہ ہو گیا اور آج دوسرا دن ہے اور اس سانحے سے عوام کے لئے بہت سارے مصائب پیدا ہوئے ہیں اور وہاں بہت سارے سوال بھی پیدا ہوئے ہیں اور قوم کو اس حوالے سے بہت سارے اعتراف بھی کرنے ہیں۔ ہم خوف زدہ قوم نہیں ہیں کہ جہاں ایک طرف یہ قوم یکجہتی کا اظہار کر رہی ہے وہاں ہمیں بہت سارے سوالات بھی اٹھانے ہیں اور بہت سارے اعترافات بھی کرنے ہیں اور تاریخ کے اس مرحلہ پر اگر ہم نے اپنی آنکھیں بند کیں اور میں معذرت کے ساتھ کہوں گا جیسا کہ پنجاب کا یہ ایوان اپنی آنکھیں بند کر رہا ہے اور جب آپ جا کر الیکٹرانک media on کرتے ہیں، جب آپ اخبارات اٹھاتے ہیں تو وہ اتنی ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ روزانہ وہاں کے مسائل، مصائب و مشکلات اور اس کیفیت سے آپ کو live آگاہ کر رہے ہیں جس سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے اور آج اس ایوان کا دوسرا دن ہے لیکن ایک منٹ کے لئے بھی یہاں کوئی بات نہیں کی گئی۔ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان کو صرف دن پورا کرنے کے لئے نہیں بلکہ زلزلہ کے حوالے سے آپ کے یہ اختیار میں آتا ہے کہ آپ اس میں ایک ٹائم مختص کریں کہ ہم اس حوالے سے روزانہ کی development پر بات کر سکیں، سارا ایوان بات کر سکے اور ہم یہاں ہر روز یکجہتی کا اظہار کریں وہاں پر ان مسائل کا بھی ذکر کریں جو روزانہ وہاں کے عوام کو پیش آ رہے ہیں۔ یہ تنقید سے بچنے کا رویہ ہے۔

جناب سپیکر! جمہوری حوالے سے ہم امریکہ سے آگے نہیں ہیں اور وہاں ایک ماہ پہلے تین ریاستوں میں قطرینہ کے نام سے آنے والے سیلاب سے امریکی صدر بش آج تک تنقید کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ہم ان سے زیادہ develop ملک ہیں اور نہ ہی جمہوری روایات کے حوالے سے ان سے زیادہ جمہوری لوگ ہیں۔ تنقید کا سامنا کرنا چاہئے اور اگر آپ اس تنقید کا سامنا نہیں کریں گے تو اس ملک میں یکجہتی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یکجہتی one way چل سکتی ہے۔ اگر باہر بیٹھا میاں نواز شریف اور باہر بیٹھی محترمہ بے نظیر بھٹو اس ملک کے عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کر سکتے ہیں تو یہ one way نہیں چل سکتا۔ ہم یہاں پر یہ مطالبہ کرتے ہیں اگر اس قوم کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہے تو یہ دس پندرہ دن کے جذبے سے کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر! آپ چودھری شجاعت حسین، قاضی حسین احمد، میاں نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو کو ایک ٹرک پر بٹھائیں اور کراچی سے پشاور تک وہ جائیں تو یہ قوم زندہ قوم بنے گی، یکجہتی کا پیغام آئے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)
لیکن اگر دو لیڈروں کو باہر بٹھا کر یہ سوچیں کہ یہاں سب کی امداد آ سکتی ہے، یہاں غیر ملکی آ سکتے ہیں لیکن وہ دو انسان اس ملک میں تشریف نہیں لا سکتے۔

جناب والا! آخری بات یہ ہے کہ آج اخبار میں آیا ہے کہ 52 کروڑ ڈالر کی امداد پاکستان میں وصول ہوئی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ہم لوگ ایک غلطی کرتے رہے ہیں کہ جب بھی ایسے مواقع پر امداد آتی ہے تو اس کے بعد ہم سوال اٹھاتے ہیں کہ وہ کہاں گئی؟ یہاں پر افغانستان کا جب معرکہ ہوا تو میں نے امریکن کمانڈو جیکٹ بعد میں بھی یہاں بکتی ہوئی دیکھی ہیں، گھی کے ڈبے جو اس امداد کے نام پر آئے تھے میں نے پاکستان کی دکانوں پر sale ہوتے دیکھے ہیں۔ اس سانحے کے حوالے سے باہر سے آنے والی 52 کروڑ ڈالر کی امداد کے آڈٹ اور نگرانی کا کوئی ایسا شفاف، جب میں شفاف کہتا ہوں تو پاکستان کی سیاسی ڈکشنری میں جس طرح سے شفاف الیکشن ہوتے ہیں اس طرح کا شفاف حساب کتاب نہیں ہونا چاہئے واقعی اس میں عبدالستار ایدھی، عمران خان، مشاہد حسین اور جو اس پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، پنجاب کے، چاروں صوبوں کے اور قومی اسمبلی کے، ہر صوبے کی کمیٹی بنائی جائے جس میں عبدالستار ایدھی جیسے لوگ بھی ہوں تا کہ آنے والے وقت میں لوگ ہمارا گریبان نہ پکڑیں کہ جو اتنی امداد آئی تھی وہ گھی کے ڈبے، وہ کمبل وہ سارے پاکستان کی دکانوں پر آ کر بکیں۔ خدا نہ کرے کہ ایسا وقت آئے اس کے لئے ہمیں ابھی سے بندوبست کرنا ہو گا اور اس ایوان کا جتنے دن بھی یہ اجلاس رہتا ہے اپنی خصوصی پاور استعمال کرتے ہوئے کم از کم ایک گھنٹے کے لئے، اگر پورے ملک کا میڈیا اس پر روزانہ بحث کر سکتا ہے تو پنجاب کا یہ ایوان صرف ایک گھنٹے کے لئے زلزلے کے اوپر بہت سارے سوال کیوں نہیں اٹھا سکتا، بہت سارے جواب کیوں نہیں دیئے جا سکتے؟ یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے خصوصاً اس دن کا جس دن کا آپ ڈان اخبار کا reference دے رہے ہیں کہ وہ چند منٹ کے بعد اختتام پذیر ہوتا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں اس دن ایک متفقہ قرارداد پیش کی گئی تھی تاکہ اس میں یکجہتی کا مظاہرہ ہو سکے۔ آپ کی طرف سے، حکومتی بنچوں کی طرف سے اور تمام قوم کی طرف سے ایک قرارداد پاس ہوئی اس میں عام بحث کی بات نہیں تھی۔ جیسے آج آپ نے بات کی اگر یہ بات آپ اُس وقت بھی کر دیتے تو وہ

بھی ہو جاتا۔ اس پر بحث کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ بحث تو کسی وقت بھی ہو سکتی ہے چونکہ ابھی تو یہ اجلاس چل رہا ہے اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت زلزلہ زدگان سے جس طرح کی ہمدردی آپ لوگ کر رہے ہیں، قوم کر رہی ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی اور میں سلام پیش کرتا ہوں پاکستانی قوم کو من حیث القوم جس یکجہتی، جس تندہی سے کراچی سے لے کر پشاور تک انہوں نے دکھا دیا ہے ہماری قوم ایک ہے۔ باوجود سیاسی اختلافات ہونے کے، باوجود باقی اختلافات ہونے کے اس موقع پر قوم متفق و متحد ہے۔ اس میں خواہ وہ سویلین ہوں، خواہ وہ بیوروکریسی ہو، خواہ وہ فوج ہو اور خواہ وہ کسی بھی طبقے سے ہو۔ اس مسئلے پر تمام قوم متفق ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس اتفاق کے پیش نظر عالمی برادری آج جتنی آپ کو امداد دے رہی ہے وہ قوم کو متفق ہوتے دیکھ کر ہی امداد دے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپ کی قوم کا وقار بلند کر رہی ہے کہ قوم جاگ رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے یہ تنقید کا موقع بھی نہیں ہے بلکہ تجویز دینی چاہئے کیونکہ یہ وقت تجاویز دینے کا ہے آپ کی طرف سے تجاویز آئیں، حکومت کی طرف سے تجاویز آئیں اور جو کام آپ لوگ کر رہے ہیں اس میں نیک نیتی کا معاملہ ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے دن چودھری شجاعت حسین نے جو میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے اے۔ پی۔ سی کی ایک تجویز دی ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس ہو۔ جو بات آپ کر رہے ہیں اس میں شاید وہ بات بھی زیر بحث آئے تو اس میں جو تجاویز جو آپ لا رہے ہیں یا جو آپ کی رائے ہے اس میں وہ بھی شامل ہو۔ آپ کے لیڈر صاحبان بھی وہاں پر ہوں گے اور یہ معاملہ اس میں زیر بحث آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ربط ہے کہ جس میں پاکستان کی قوم متحد ہے اور ہمیں اظہار یکجہتی کرنا چاہئے اور واقعی یہ اتنا بڑا المیہ ہے کہ رب العرت سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آزمائش کی گھڑی میں، اس مصیبت سے جو ہماری قوم دوچار ہوئی ہے ہمیں اس کی بحالی میں اور دوبارہ لوگوں کو آباد کرنے میں جتنا بھی وقت ہو اس پر لگایا جائے بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا بھی فرض ہے۔ میں نے سپیکر صاحب سے بھی عرض کی تھی، میں وزیر قانون سے بھی عرض کروں گا اور ایوان سے بھی عرض کروں گا کہ اگر ہمارے پنجاب کا ایک وفد متفقہ طور پر جس میں کچھ آپ کی طرف سے ممبران ہوں، کچھ حکومتی بنچوں کے ہوں وہاں پر visit کریں اور اس کے علاوہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے جیسے آپ نے تنخواہیں دی ہیں اور اس میں مزید جتنی بھی مدد ہو سکتی ہے کریں۔ سب کو مل کر مدد کرنی چاہئے اس میں کوئی بری بات نہیں اور میں آپ کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں اس میں کوئی بری بات نہیں

ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے بھی عرض کروں گا کہ اگر وہ بھی اس پر کچھ فرمانا چاہیں تو کہہ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ---

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر رحم کرے، وہ ہی کرم کرنے والا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر کسی issue پر بحث نہیں ہو رہی۔ میرے بھائی نے ایک تجویز دی ہے، رانا صاحب بھی شاید کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں، اگر وہ اپنی تجویز پہلے دے دیں تو میں بعد میں ان کا اکٹھا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ایک بات ہو رہی ہے وہ سن لیں بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ اس میں کوئی شور مچانے والی بات کوئی نہیں ہے، آرام سے بیٹھیں۔ زلزلے کی بات ہو رہی ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ --

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ دوسروں کی بات بھی سنیں، آپ کی بات بھی سنی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ محترم سمیع اللہ خان صاحب نے کچھ تجاویز دی ہیں میں یقینی طور پر ان کا جواب دینا چاہتا ہوں لیکن محترم رانا صاحب بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ وہ بھی اپنی بات کر لیں تاکہ دونوں باتوں کا میں اکٹھا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ---

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! پہلے میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں یہ بڑی اہم بات ہے۔ جی، رانا صاحب! (قطع کلامیاں)

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائیوں اور بہنوں نے ہمارے جو قابل احترام ممبران ہیں انہوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کی ہیں لیکن میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باتیں ابھی کرنی ہیں، باتیں ہوئی نہیں ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں بھی مزید یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ اس وقت ہمیں سنجیدگی سے یہ سوچنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے رب کو ناراض تو نہیں کیا، کیا ہم نے اپنی عوام پر ظلم تو نہیں کیا، کیا ہم نے اپنی عوام پر جبر تو نہیں کیا، کیا ہم نے اپنی قوم کے لئے فحاشی کے راستے تو نہیں نکالے؟ کیونکہ حاکم وقت کو اس کا رب حکم دیتا ہے۔ قرآن میں یہ کہا گیا ہے کہ اچھائی پھیلاؤ اور برائی کو روکو۔ کیا آپ نے یہ دیکھا اور میں آج پنجاب، سرحد، بلوچستان اور مرکز سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے فحاشی کو روکا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہمارے کشمیری بھائی جتنے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور کوئی نہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: یہ میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ یہ حکمرانوں اور عوام کے لئے ایک تنبیہہ ہے کہ آپ اس پر سنجیدگی سے سوچیں۔ پاکستان جو بنایا گیا ہے اس کی بہت قربانیاں ہیں، اس کی بنیادیں خون سے بھری ہوئی ہیں اور اس کی جو بلڈنگ ہے اس کے لئے سوچنا چاہئے کیونکہ یہ ایک نظریہ ہے۔ آپ اپنے نظریے سے ہٹ کر کام کر رہے ہیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض ہے۔ آپ یہ بھی سوچیں کہ جب تک انصاف نہیں ملے گا آپ کو جھنجھوڑا جائے گا۔ جب ظلم ہوگا اور ظلم کی انتہا ہوتی ہے تو آپ کا رب آپ سے ناراض ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری دنیا کے لئے یہ میرا پیغام ہے کہ انصاف اور عدل کے متعلق سوچیں۔ سونامی میں جو طوفان آیا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

معزز اراکین: کافی ہوگئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نجف سیال صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری محترمہ فاضل رکن نے بڑی پرجوش تقریر کی ہے کہ ہمارے اعمال یہ ہیں۔ میں اس کی وضاحت کرتا جاؤں کہ 1976 میں بھی flood آیا تھا جس سے پورے پاکستان میں تباہی ہوئی تھی 1991 میں جس وقت نواز شریف صاحب کی حکومت تھی پورا پنجاب ڈوب گیا تھا۔ کیا یہ جو 50 ہزار افراد مظفرآباد میں مرے ہیں یہ سب گناہگار تھے؟ ترکی میں زلزلہ آیا تو وہ بھی گناہگار تھے، ایران میں زلزلہ آیا تو وہ بھی گناہگار تھے؟ یہ آفات خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ یہ

اس کی وضاحت فرما دیں اور اپنے لیڈروں کے اگر نمبر بنانا چاہیں تو وہ اور بات ہے۔ جو غریب، بے گناہ معصوم بچے مظفر آباد اور باغ میں مر گئے ہیں ان بیچاروں نے کیا گناہ کیا ہے، انہوں نے کونسی فحاشی پھیلائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بجائے اس کے کہ ہم تنقید میں پڑ جائیں اس حد تک رہیں جہاں قوم کی بات ہو۔ اس وقت ہمیں کسی کی لیڈر شپ کے بارے میں، کسی کے بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔ پاکستان کے بارے میں بات کرنی چاہئے اور زلزلہ زدگان کے بارے میں بات کرنی چاہئے۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ناگہانی آفات اور اموات کے دور میں اپنے لیڈروں کی لیڈری نہ چمکائی جائے بلکہ اظہار یکجہتی کر کے ایک مشن کے تحت ہمیں اکٹھا ہو کر چلنا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرے بھائی جناب سمیع اللہ خان نے یہاں پر فرمایا اور اخبار کا حوالہ دیا۔ جس دن یہاں پر قرارداد پیش ہوئی اور قرارداد کو پڑھ کر جب سپیکر صاحب اس اجلاس کو ملتوی کرنے لگے تو سب سے پہلے میں اُٹھا اور ان سے میں نے گزارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سانحہ پر بحث ہو، اس کے بعد ہمارے تمام دوستوں نے اس پر بحث کی۔ گورنمنٹ کی طرف سے کسی وقت بھی ہم اس بات پر reluctant نہیں ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو discuss کیا جائے۔ اس کو کوئی آدمی بھی اپنے ذمہ اس طرح نہیں لینا چاہتا کہ شاید ہم اس سے کوئی خوف زدہ ہیں کہ ہمارے دوسری طرف بیٹھے بھائی کوئی بات کریں۔ میں نے اس دن بھی یہ گزارش کی تھی کہ ہم نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں، پوری گورنمنٹ نیک نیتی سے کام کر رہی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ بھی نیک نیتی سے کام کر رہی ہے۔ پاکستان کی پوری عوام اس سانحہ میں involve ہے اور وہ اس میں کام کر رہے ہیں۔ کوئی بھی آدمی اگر سمجھتا ہے کہ اس میں کہیں کوئی خامی ہے اور اگر وہ کوئی اچھی تجویز دے تو ہم اس کو محسوس نہیں کرتے کہ انہوں نے ہماری خامی کیوں دور کرنے کی کوشش کی؟ ہم ہر وقت حاضر ہیں اگر کوئی بھی بہتر تجویز دینا چاہتا ہے اور ہم جو کام کر رہے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی خامی ہے۔ وہ ہمیں بتائیں تو ہم اس کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر کوئی نمبر بنانے کی گیم نہیں ہے اور جس طرح میرے بھائی سمیع اللہ خان نے کہا ہے اگر آپ اس پر کوئی ٹائم رکھیں روزانہ اس پر بحث ہو اور ان کے ساتھ یکجہتی کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بات اس لئے نہ کی جائے کہ اس میں بجائے بہتری لانے کے کوئی خرابی پیدا ہو یا عوام

میں House کا message غیر ذمہ دارانہ جائے تو ہمیں اس پر گورنمنٹ کی طرف سے کبھی بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر ان کی بہتری کے لئے اس پر کوئی بات کی جائے اور اگر ان کی بہتر امداد کے لئے کوئی بات آتی ہے تو ہم اس پر خوش ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان سے کوئی اس طرح کی تجویز آئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس بات کا حوالہ سمیع اللہ خان صاحب نے دیا ہے اس دن بھی جس دن اس سانحہ پر قرارداد پاس ہوئی تھی اس دن بھی جب یہاں بحث کا آغاز ہوا تو اس وقت بھی یہی sense prevail کر رہی تھی کہ جی، تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ تنقید جو ہے وہ اس سانحے میں شہید ہونے والوں کے خلاف شاید کوئی سازش ہے۔ حالانکہ جمہوری اداروں اور جمہوریت میں یہی ہوتا ہے کہ تنقید کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب آپ کسی بھی معاملے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو اس سے آپ کو پتا چلتا ہے کہ کہاں کہاں پر خامی ہے تاکہ وہ خامی دور کی جائے۔ اب اس ملک اور اس قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ زلزلہ آیا، ایک سانحہ پیش آیا تو حکومت کی رپورٹ کے مطابق 18 ہزار تعداد تھی۔ اس کے بعد جب پرائیویٹ اداروں اور پرائیویٹ چینلز نے اس تعداد کو زیادہ بتایا تو پھر یہ 23 ہزار پر آ گئے۔ 23 ہزار پر یہ تقریباً 3 دن اڑے رہے اس کے بعد پھر کل یہ 38 ہزار پر آئے ہیں جبکہ ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ کے سربراہ عبدالستار ایدھی کا اپوزیشن کے ساتھ قطعی طور پر تعلق نہیں ہے اور وہ بالکل ایک سماجی کارکن ہیں انہوں نے پرسوں یہ کہا ہے کہ یہ تعداد ایک لاکھ ہے۔ اب آج صبح آزاد کشمیر کے وزیراعظم سردار سکندر حیات صاحب کا live interview ایک ٹی وی چینل پر آ رہا تھا تو انہوں نے کہا اور میں نے خود سنا کہ میرے اندازے کے مطابق مظفر آباد، راولا کوٹ اور باغ ان تین اضلاع میں مرنے والے لوگوں کی کم از کم تعداد 40 ہزار ہے جن میں سے اکثریت ملبے تلے دبی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ جو علاقے ہیں وہاں کا اگر میں اندازہ لگاؤں تو وہ 80/70 ہزار سے زیادہ ہیں۔ اب یہاں پر معاملہ یہ ہے کہ اگر اس بات کا جائزہ لینے کے لئے بات کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ جناب! یہ تنقید ہو رہی ہے، یہ روایتی انداز اپنایا جا رہا ہے، یہ تنقید برائے تنقید ہو رہی ہے۔

جناب والا! اس سانحہ سے جو لوگ لقمہ اجل بن گئے وہ لوگ تو ابدی نیند سو گئے لیکن یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ اس ملک اور اس قوم میں جو سول سوسائٹی ہے جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ سول سوسائٹی مردہ ہو چکی ہے کیونکہ جب ہر دس پندرہ دن بعد پٹرول کا بم گرتا تھا، خودکشیاں ہوتی تھیں،

بے روزگاری کے ہاتھوں لوگ اپنے بچوں کو قتل کر رہے تھے تو کسی طرف سے احتجاج نہیں ہو رہا تھا تو یہ سوچا جا رہا تھا کہ شاید سول سوسائٹی بالکل مردہ ہو گئی ہے۔ اس اتنے بڑے سانحے سے سول سوسائٹی ایک دم اٹھی ہے اور اٹھ کر اس نے وہ کردار ادا کیا ہے جو بے مثال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں بھی نہیں اور دنیا کی تاریخ میں بھی نہیں ملتی لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ سول سوسائٹی کے اس کردار کو اور اس کے جاگنے کو اس نام نہاد سول حکومت کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے کہ شاید اس کی وجہ سے وہ کارکردگی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سول سوسائٹی کے اس بے مثال کردار میں اگر کسی کا کوئی تھوڑا بہت عمل دخل ہے کہ کس نے اسے جگایا، کس نے اسے initiative دیا تو وہ میڈیا کا ہے کہ میڈیا نے سول سوسائٹی کے سامنے تمام مناظر پیش کئے کہ وہاں پر اس قسم کے حادثات گزرے ہیں تو سوسائٹی جاگ اٹھی ہے ورنہ حکومت تو اب تک بھی 38 ہزار پر بیٹھی ہے۔ وہ تو اب تک 50 فیصد پر بھی نہیں آئی لیکن یہ بدقسمتی ہو گی کہ آپ سول سوسائٹی کے اس کردار کو سول حکومت کے کھاتے میں ڈالیں۔ اسی طرح سے میں بلا خوف تردید اور پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اس علاقے میں فوج کا کردار اتنا بے مثال ہے اور ہمارے جو فوجی جوان ہیلی کاپٹر کے حادثے میں شہید ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آج راجہ بشارت صاحب کو یہ چاہئے تھا کہ آج ان کی شہادت پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد لاتے لیکن آج ان کو خیال نہیں آیا تو قوم ان کو دونوں ہاتھوں سے سلام کرتی ہے کہ انہوں نے جس طرح سے بے خوف ہو کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم ان بریگیڈیر صاحب کو salute کرتی ہے کہ جن کا اپنا بیٹا چار دن پہلے شہید ہوا اور اس کے بعد وہ لوگوں کے بچوں کو بچانے کے لئے آزاد کشمیر پہنچ گئے لیکن یہ فوج کا کردار ہے، یہ فوج کے ادارے کا کردار ہے۔ اب فوج کے ادارے کا کریڈٹ فوجی حکومت کو نہیں دیا جا سکتا۔ فوج ایک ادارہ ہے اس کا کردار علیحدہ ہے۔ فوجی حکومت چند افراد کا ٹولہ ہے جس کے ساتھ کچھ مفاد پرست اور ابن الوقت سیاست دان ملے ہوئے ہیں اور ان کا مقصد صرف اس ملک کے اوپر قبضہ کرنا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ سول سوسائٹی کے کردار کو سول حکومت کے کھاتے میں اور فوج کے کردار کو فوجی حکومت کے کھاتے میں ڈالنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے یہ غلط ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نجف سیال صاحب! رانا صاحب بات کر رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ بعد میں منسٹر صاحب جواب دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کا علم ہی اتنا ہے کہ اس سابق تحصیلدار صاحب کی سمجھ میں میری

بات آ ہی نہیں سکتی تو بات یہ ہے کہ ان اداروں، ان جمہوری ایوانوں میں یہ discussion ہونی چاہئے کہ سول انتظامیہ نام کی چیز اس ملک میں موجود نہیں ہے اور پچھلے 5 سال سے انہوں نے یہ جو devolution plan شروع کیا ہوا تھا اس نے بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی یہ سانحے ہوئے ہیں مشرقی پاکستان میں جنرل اعظم صاحب نے جو part play کیا تھا وہ بھی ایک فوجی تھا۔ مطلب یہ کہ ایسے موقع پر فوج کو آگے لایا جاتا ہے۔ پاکستانی فوج ہے اور وہ بھی سول انتظامیہ کے ساتھ ہی کام کر رہی ہے۔ سول انتظامیہ، پلس فوج اس لئے اس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! فوج صرف relief work کر سکتی ہے۔ سول ایڈمنسٹریشن سول انتظامیہ نے کرنی ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ سب سے پہلے حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس relief work میں preempt کرتی اور موقع پر پہنچ کر emergency relief مہیا کرتی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت totally ناکام رہی ہے۔ پانچ دن بعد وہاں سے رپورٹیں یہ آئی ہیں کہ ہزاروں افراد ابھی تک ملبے تلے دبے ہوئے ہیں اور یہ بات مظفر آباد، راولا کوٹ اور بالا کوٹ کی ہے جو مظفر آباد سے 45 منٹ کی مسافت پر ہے۔ اس کے علاوہ جو دور دراز کے areas ہیں جیسے ریڈ کراس کی اطلاع ہے کہ وادی نیلم اور نیپیا سے انخلا نہیں ہوا اور ان کا یہ خدشہ ہے کہ شاید وہاں کی آبادی totally crash کر گئی ہے اور وہاں پر بہت زیادہ جانی نقصان ہوا ہے تو بات یہ ہے کہ سول ایڈمنسٹریشن کا کام تھا کہ وہ preempt کرتی اور preempt کر کے لوگوں کو relief دیتی۔ پھر اس کے بعد یہ تھا کہ لوگوں کو facilitate کرتی، لوگوں کو regulate کرتی۔ میں کہتا ہوں کہ کیا سول انتظامیہ نے پورے ملک میں کہیں لوگوں کو facilitate کیا ہے، پورے پنجاب اور سندھ سے جو امداد وہاں پر گئی ہے یہ سول انتظامیہ بتائے کہ انہوں نے کہاں لوگوں کو facilitate کیا ہے؟ میں فیصل آباد کی بات بتاتا ہوں کہ وہاں پر لوگوں کو امداد بھیجنے کے لئے چار چار دن ٹرانسپورٹ نہیں ملی یہ سول انتظامیہ کا کام تھا۔ لوگوں نے امداد تو اکٹھی کر لی تو حکومت کا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کو سہولت دیتی اس کے بعد کرائے تقریباً چار گنا تک ہو گئے، اس کے بعد relief goods کی قیمتیں دو سے پانچ گنا تک ہو گئیں۔ یہ ساری چیزیں سول انتظامیہ نے کرنی تھیں لیکن سول انتظامیہ کا کوئی رول نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ انہوں نے لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں لوگوں کو کیا facilitate کیا ہے، ٹرانسپورٹ کا کیا انتظام کیا؟ جن لوگوں نے کراچی سے آنا تھا جن کے عزیز واقارب آزاد کشمیر میں تھے۔ کراچی سے آنے والے لوگوں کو ٹی۔ وی چینل پر دکھاتے رہے ہیں کہ وہاں پر لوگ

دو دو، تین تین دن سٹیشن پر پڑے رہے ہیں اور ذلیل و خوار ہوتے رہے ہیں اور لوگوں سے دو تین گنا کرایہ زیادہ لیا جا تا رہا ہے تو سول ایڈمنسٹریشن نام کی چیز پورے ملک میں نظر نہیں آئی۔اب آپ یہ دیکھ لیں کہ اسمبلی نے اس سانحے پر کوئی بات کرنے یا بحث کرنے یا اس کا جائزہ لینے کے لئے ٹائم نہیں رکھا۔اب ان کو مجبوری ہے کہ دن پورے کرنے ہیں تو آج کے بعد جیسا کہ سوالات کی فہرست پیش کی گئی ہے اور ایجنڈا آیا ہے کہ اب جمعرات کو اجلاس ہو گا، جمعرات کے بعد جمعہ کو ہو گا اور اس کے بعد سوموار کو ہو گا۔ سوموار کے بعد پھر دو دن کا وقفہ کر کے جمعرات اور جمعہ کو کر کے دن پورے کئے جائیں گے۔کیا اس پر کوئی سیر حاصل بحث کرنے کے لئے، کوئی جائزہ لینے کے لئے کوئی ایجنڈا تیار نہیں ہو سکتا تھا؟ کیا یہ بے حسی نہیں ہے اور یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ یہ سسٹم جو اس وقت ملک میں چل رہا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کے لئے ہم نے ایوان کی کمیٹی کی میٹنگ بلائی تھی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کمیٹی کی میٹنگ میں اپوزیشن نہیں آئی تھی۔اگر اس دن آپ آ جاتے تو یہ ایجنڈا ترتیب دیا جاتا اس کا مقصد یہی تھا کہ زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے آپ کی تجاویز کی روشنی میں ایجنڈا بنایا جائے۔ہم آپ کے منتظر رہے ہیں لیکن آپ تشریف نہیں لائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اسی بات کو لے لیں کہ پوری دنیا میں جو پارلیمانی سسٹم ہے اس میں پارلیمانی گروپ ہوتے ہیں، ان کے پارلیمانی لیڈر ہوتے ہیں، اس حکومت نے لوٹا کریسی کا ایک عمل کچھ سال پہلے شروع کیا۔ان کو سمجھایا گیا کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس وقت جو بات ہے وہ بہت اہم ہے۔ہم پھر آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ اور ہم سپیکر چیمبر میں بیٹھ جاتے ہیں۔آپ جتنا درد محسوس کر رہے ہیں اور اپنی تجاویز دے رہے ہیں یہی ایجنڈا آپ کے مشورے سے مرتب ہوتا اور یہ ساری بحث اس میں شامل ہوتی لیکن آپ لوگ نہیں آئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی جو میٹنگ ہوتی ہے اس میں جو تمام پارلیمانی گروپ تھے، ان کے پارلیمانی لیڈروں کو بلایا جاتا تھا اور وہاں پر بیٹھ کر ایجنڈا طے ہوتا تھا۔ وہاں پر چودھری اصغر علی گجر صاحب ایم۔ایم۔اے کی طرف سے، میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اور قاسم ضیاء صاحب بطور لیڈر آف اپوزیشن اور پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کی طرف سے وہاں پر شرکت کرتے تھے۔اب بات یہ ہے کہ جب انھوں نے لوٹا کریسی کا عمل شروع کیا اور اس لوٹا کریسی کے خلاف ہم نے ریفرنس دائر کئے تو آپ نے ہماری پوزیشن کو ہی چیلنج کر دیا، آپ نے

ہمیں تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ جب یہ رویے ہوں گے اور ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ آپ لوٹا کریسی کا جو عمل شروع کر رہے ہیں اور جو بے ضمیری پورے صوبے میں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا آپ خود شکار ہوں گے۔ آپ نے بلدیاتی انتخابات میں دیکھ لیا کہ آپ نے جہاں جہاں بھی یہ عمل کیا ہے اس کا آپ نے کیا نتیجہ حاصل کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ موقعہ دیں کہ جو مثبت تجاویز بھائیوں کی طرف سے آئی ہیں میں ان کا جواب دوں۔ اگر ہم نے ان معاملات کو سیاست میں لے کر جانا ہے تو پھر اس کے لئے علیحدہ وقت رکھ لیں ہم اس پر بھی بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں اگر یہ حضرات تشریف لے آتے تو وہاں پر معاملات طے ہو سکتے تھے لیکن یہ جو بار بار جمہوریت کی بات کرتے ہیں، عوام کے اعتماد کی بات کرتے ہیں، عوام سے ہمدردی کی بات کرتے ہیں، لوٹا کریسی کی بات کرتے ہیں اور ساری دنیا جہاں کا درد ان کے جگر میں سمویا ہوا ہے۔ کیا یہ اپنی اس پارلیمانی لیڈری کو دو منٹ کے لئے اتنے بڑے سانحہ کے لئے علیحدہ نہیں رکھ سکتے تھے؟ یہ آ جاتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ جاتے اور کہتے کہ پارلیمانی لیڈری کا معاملہ اپنی جگہ پر ہے آئیں ہم آپ کے ساتھ عوام کے ریلیف کی بات کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں۔ اپنا مفاد عزیز ہے اور جو بات ان کے ذہن میں چھائی ہوئی ہے کہ انھیں پارلیمانی لیڈر تسلیم نہیں کیا گیا۔ پورا ملک خدانخواستہ، خدانخواستہ ــ

(اذان ظہر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے ذاتی مفادات اور ذاتی انا کو پس پشت ڈال کر ایک بڑے مقصد کی خاطر متحد ہوں۔ میں اپنے بھائیوں سے اب بھی استدعا کرتا ہوں کہ آئیں آج کل یا جس وقت بھی وہ چاہیں، جہاں چاہیں ہم ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اپنی مثبت تجاویز دیں، اس ایوان میں لے کر آئیں، بحث کے لئے وقت رکھیں اور ریلیف کے حوالے سے جس طرح وہ چاہیں گے ہم چلنے کے لئے تیار ہیں لیکن خدا کے لئے یہ چھوٹے چھوٹے جو معاملات ہیں ان کو فی الوقت پس پشت ڈال دیں تو یہی اس قوم کے مفاد میں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان حالات کا تقاضا بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر فوج کے حوالے سے بات کی گئی، سول سوسائٹی کے حوالے سے بات

کی گئی اور یہاں پر یہ کہا گیا کہ سول سوسائٹی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پٹرول کا بم گرا لوگوں نے response نہیں دیا اور لوگ ہڑتال کے لئے باہر نہیں نکلے۔ مہنگائی کا جن قوم پر مسلط ہو گیا لیکن لوگ باہر نہیں نکلے اور آج اگر اس ملک کے کسی حصے میں ہمارے بھائیوں کے ساتھ کوئی سانحہ پیش آیا ہے اور قوم ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی ہے تو پھر اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو سوچنا پڑے گا کہ آپ کی یہ پوری کوشش رہی ہے کہ مہنگائی کے خلاف تحریک چلے، آپ کی پوری کوشش رہی ہے کہ پٹرول جو مہنگا ہو رہا ہے اس کو issue بنا کر عوام کو سڑکوں پر لایا جائے لیکن عوام نے آپ کی باتوں پر کان نہیں دھرا تو پھر ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ آپ جنرل پرویز مشرف کو نہ مانیں لیکن آج اگر قوم متحد نظر آتی ہے تو وہ جنرل پرویز مشرف، شوکت عزیز اور چودھری شجاعت حسین کی قیادت میں ہی متحد نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کیا آپ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے ہمارے حکمران بین الاقوامی برادری میں چور، ڈاکو اور لٹیرے تصور ہوتے تھے؟ بین الاقوامی برادری کا اعتماد ہم سے اٹھ گیا تھا اور کیا آج بھی عالمی عدالتوں میں ہمارے خلاف مقدمات نہیں چل رہے؟ آج بھی قوم کا بچہ بچہ یقین کیجئے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس سے پیسے مانگے ہیں، وہ کہتا ہے کہ پیسے تو آپ لے رہے ہیں لیکن اس کا بھی قرض اتار و ملک سنوار والا حشر نہ ہو۔ یہ ہمارا قومی کردار رہا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن آج اگر بین الاقوامی برادری آپ پر اعتماد کا اظہار کر رہی ہے تو پھر آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جنرل پرویز مشرف کی یہ کارکردگی ہے کہ اس کا بین الاقوامی طور پر احترام ہے جس کے نتیجے میں پوری بین الاقوامی برادری آپ کے پیچھے کھڑی ہے اور unprecedented امداد بین الاقوامی طور پر آج آپ کو مل رہی ہے یہ صرف ایک شخص کا اعتماد ہے جس کی بناء پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہمیں تھوڑا سا اس بات کا احساس کرنا چاہئے۔ ہم سول سوسائٹی کی بات کرتے ہیں میں نے اسی معزز ایوان میں کہا تھا کہ ہم نے پورے پنجاب کے ڈی۔ سی۔ اوز کو ریلیف آفیسر مقرر کیا ہے یہ آئیں اور ان سے رابطہ کریں۔ میرے یہ بھائی بتا سکتے ہیں، اپوزیشن کے بھائی بتائیں کہ کس ڈی۔ سی۔ او سے انہوں نے رابطہ کیا اور اس نے ان کو assist نہیں کیا۔ اگر ایک کو point out کریں گے تو میں اس معزز ایوان میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ڈی۔ سی۔ او کے خلاف کارروائی کی جائے گی جس نے عوام کو وہاں پر assist نہیں کیا لیکن اگر کوئی ٹرک کا کرایہ مہنگا کر دیتا ہے، اگر کوئی اشیاء کو مہنگا کر دیتا ہے تو اس کو کنٹرول کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم سوسائٹی میں یہ قیاس پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ادھر سے ٹینٹ ایک ہزار کا مہنگا ہوا ہے اور اس کو اٹھا کر ہم نے جیل میں

پھینک دیا یہ بات نہیں ہے۔ ہماری پہلی priority یہ تھی کہ ہم نے لوگوں تک ریلیف پہنچانا ہے۔ آپ کی، پنجاب کی گورنمنٹ 26 ہزار tents متاثرہ علاقہ میں اب تک provide کر چکی ہے، سات لاکھ کمبل اس وقت تک مہیا کر چکے ہیں۔ یہ میں وہ بتا رہا ہوں جو گورنمنٹ نے اس وقت تک کیا ہے، پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر اس سے علیحدہ ہے۔ اس وقت تک 80 ٹرک ادویات کے بھیجے جا چکے ہیں، ان کو نقد کروڑوں روپیہ دیا جا چکا ہے۔ اس وقت بھی ہمارے 75 ڈاکٹر وہاں پر کام کر رہے ہیں، 75 ڈاکٹروں کی ٹیم اسلام آباد میں بیٹھی ہوئی ہے، تمام پنجاب کے ہسپتالوں میں ایمرجنسی declare کی گئی ہے اور اضافی بیڈز لگائے جا رہے ہیں۔ راولپنڈی میں چار نئے ہسپتال قائم کئے جا چکے ہیں، خیمہ بستیاں قائم کی جا رہی ہیں تاکہ جو لوگ ادھر سے آئیں ان کو facilitate کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہاں بیٹھ کر یہ کرنا چاہئے آپ علاقے کو visit کروانے کی بات کر رہے ہیں میں ابھی اپنے بھائیوں سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ جو ہمارے بھائی اپوزیشن کے پارلیمنٹری بنچوں کے جانا چاہتے ہیں ہم ان کو facilitate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو پنجاب گورنمنٹ سامان بھیج رہی ہے اتنا ہی آپ کا اس پر حق ہے آپ خود ٹرکوں کو لے کر جائیں اور جو وہاں پر ریلیف کمشنر کے پاس ریلیف سنٹرز بنے ہوئے ہیں ان کے پاس جا کر وہ سامان deliver کریں، آپ کریں ہم آپ کو facilitate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو قومی مفاہمت کی ہم بات کرتے ہیں تو آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چودھری شجاعت صاحب نے اپوزیشن کو اس بات کی پیشکش کی کہ آپ آئیں اور سرکاری ہیلی کاپٹر لیں اور ان علاقوں کو visit کریں لیکن اس کا جواب دیا گیا کہ ہم اس کو سیر کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کے نزدیک ان علاقوں کو visit کرنا سیر ہو سکتی ہے لیکن ہمارے نزدیک وہ سیر نہیں ہے ہم لوگوں کی امداد کے لئے وہاں جانا چاہتے ہیں، ان کی امداد کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہاں پر یہ کہا گیا کہ گورنمنٹ جو اقدامات کر رہی ہے اس سے اس معزز ایوان کو مطلع کیا جائے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر روز جو پنجاب گورنمنٹ کی activities ریلیف سے متعلقہ ہیں، جو کاپی ہم فیڈرل گورنمنٹ، فیڈرل ریلیف کمشنر کو بھیجتے ہیں وہی ایک کاپی انشاء اللہ تعالیٰ ہر روز رات کو آپ کے سیکرٹریٹ میں بھجوائی جائے گی اور کوئی معزز رکن اس کو دیکھنا چاہتا ہے تو آپ کے سیکرٹریٹ سے روزانہ اس کا ملاحظہ کر سکتا ہے اور ایک دفعہ پھر میں اپنے بھائیوں سے یہ کہتا ہوں کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں جس دن کا آپ تعین کریں ہم اس دن کا تعین کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ جتنی مرضی بات کریں، میں سمجھتا ہوں کہ ہم guilty feel کیوں کریں گے؟ ہم تو خدمت کر رہے ہیں اگر اس خدمت

میں کہیں کوتاہی ہے تو آپ point out کریں ہم اس کو دور کریں گے۔اس خدمت میں اگر کوئی بہتری لانے کی بات ہے آپ تجویز دیں تو ہم اس میں بہتری لانے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے اس دن بھی پنجاب گورنمنٹ کے حوالے سے بات کی تھی کہ ہمارے علاقے میں ایسا ہوا ہے تو ہمارے بھائی نے point out کیا تھا کہ پورا ملک ہمارا ہے، ہم اس بات کو مانتے ہیں لیکن آپ کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ علاقہ جو area of jurisdiction پنجاب گورنمنٹ کا نہیں ہے وہ آزاد کشمیر اور فرنٹیئر میں بھی ہے، ہم نے صرف ان لوگوں کو assist کرنا ہے، جہاں chain of command ہے، ہم نے اُن کو facilitate کرنا ہے تو اس سلسلے میں ہماری ان کی خدمت میں، ہماری معاونت میں کہیں کوتاہی ہے تو آپ بتائیں ہم اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، ہم اس میں بہتری لانے کے لئے تیار ہیں اور آپ کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے جو بھی اپوزیشن کے بھائی جانا چاہیں ہم ان کو ٹرانسپورٹ مہیا کریں گے، ساتھ ہمارے وزراء جائیں گے اور ہمارے ممبران اسمبلی جائیں گے۔آپ میں سے جو دوست بھی کسی ڈی۔ سی۔ او(ریلیف آفیسر) کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں ہم آپ کو officially وہاں بٹھانا چاہتے ہیں۔ جو راولپنڈی میں بیٹھنا چاہتے ہیں ہم بیس کیمپ میں آپ کو بٹھانے کے لئے تیار ہیں اور آپ کو ذمہ داریاں دینے کے لئے تیار ہیں کہ آپ اس کام کو regulate کریں جو ہم کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کی اس لحاظ سے onus ہم پر نہیں ہے کہ ہم نے کوئی غلط کام کیا ہے۔ خدانخواستہ اس زلزلے کی ذمہ داری کسی فرد پر نہیں ہے یہ قومی سانحہ ہے، قدرت کی طرف سے ایک آفت آئی ہے اس آفت سے ہم نے نپٹنا ہے اور ہم نپٹ اس طرح سکتے ہیں کہ جس وقت ہم تمام بھائی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر، ایک دوسرے کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر چلیں گے۔ میری اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ استدعا ہے۔۔۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! یہ ایک بات کو بار بار دہرا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نے جو بات کرنی ہے آپ بھی کر لینا، پہلے میں تو اپنی بات ختم کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر بات ہو رہی ہو تو اس کو interrupt نہ کیا جائے۔ ایک اہم بات چلی ہے تو پھر بات کرنے دیں اگر بات نہیں کرنے دیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب کے پاس ان باتوں کا جواب ختم ہو گیا ہے، وہ اس کو دہرا رہے ہیں، وہ وہی بات کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اب unprecedented بین الاقوامی امداد آ رہی ہے، یہ کہہ رہے ہیں کہ حکمرانوں کی وجہ سے آ رہی ہے حالانکہ وہ جو unprecedented تباہی ہوئی ہے، ان لوگوں سے ہمدردی کی بنیاد پر آ رہی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں ہمارا کمال ہے۔ اب خود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اگر ایک ٹینٹ ایک ہزار روپیہ مہنگا ہو گیا ہے تو ہم کیا کریں، ہم اس کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیں؟ بات یہ ہے کہ یہ سول ایڈمنسٹریشن کس مرض کا نام ہے اگر انہوں نے مہنگائی کو کنٹرول نہیں کرنا تھا جو وہاں پر اشیاء چاہئیں تھیں ان کی قیمتوں کو کنٹرول نہیں کر سکتے، وہاں پر جو سامان لے کر جانا چاہتے ہیں ان کو یہ facilitate نہیں کر سکتے، ان کو یہ regulate نہیں کر سکتے تو پھر سول ایڈمنسٹریشن کہاں ہے؟ سول ایڈمنسٹریشن موجود ہی نہیں ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ان کے نزدیک تو کچھ ہے ہی نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سول ایڈمنسٹریشن کی انہوں نے جو تباہی کی ہے وہاں پر جو مجسٹریسی ہوتی تھی یا ڈپٹی کمشنر کا دفتر ہوتا تھا اس کو انہوں نے ای۔ڈی۔او، ڈی۔ڈی۔او، "اڈو اور ڈڈو" بنا دیا ہے وہ ان اڈوؤں اور ڈڈوؤں کی کوئی نہیں سنتا، وہ بیٹھے بھاگے پھرتے ہیں ان کی کوئی مانتا ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ان کے نزدیک یہ کام کوئی کام نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ان کو جواب دینے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کو کس نے روکا تھا کہ اس مقصد کے لئے ایک ہفتے کی یہ بحث رکھتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم کیوں نہ رکھتے، ہم یہاں کام کرنے کے لئے آتے ہیں اور بحث رکھتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر آپ کو نہیں suit کرتی تو نہ رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم کام پر یقین رکھتے ہیں بحث پر نہیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: وہ ساری امداد آپ ہضم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ہم ان سے کیسے کہیں کہ آئیں ہمارے ساتھ بحث کریں؟ ہم کام پر یقین رکھتے ہیں بحث پر نہیں رکھتے اگر وہ ہم سے بات ہی نہیں کرنا چاہتے تو پھر بحث کیسے ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! لاء منسٹر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ بحث اس وقت ہوتی ہے لیکن یہ تو کام کر رہے ہیں، گورنمنٹ کام کر رہی ہے اگر آپ کو اس پر اعتراض ہے تو تب ہی بحث ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اس پر ٹائم رکھتے تو بحث ہوتی لیکن اگر آپ اس پر ٹائم نہیں رکھیں گے تو بحث کیسے ہو گی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو ٹوٹل ریلیف ورک ہے وہ فرد واحد کے ہاتھ میں ہے، ریلیف کمشنر وہ مقرر کر رہا ہے وہاں پر جو اتھارٹی نقصان کا جائزہ لے رہی ہے اس کا چیئرمین کا تقرر وہ کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ تو کرے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ملک میں کوئی وزیر اعظم نظر آرہا ہے، کوئی چیف منسٹر نظر آرہا ہے کوئی سول گورنمنٹ نظر آرہی ہے یہ ایک فرد واحد کی حکمرانی ہے اور یہ سب اپنے اپنے مفاد کے تحت کام کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر ایک آدمی کام کر رہا ہے تو اس کو appreciate کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ملک میں سول ایڈمنسٹریشن کا کوئی وجود نہیں ہے، یہ کچھ بھی نہیں کر رہے۔ ہم یہاں پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس ادارے میں بحث ہو تو اس کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ ان حکمرانوں تک جو اصل میں حکومت کر رہے ہیں جن کے پاس اختیار ہے ان تک بات پہنچے تاکہ کچھ نہ کچھ اصلاح ہو جائے۔ ان کے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اگر بحث کرنی ہے تو تعمیری بحث ہو نہ کہ جو کام کر رہے ہیں ان کو بھی tackle کریں کہ وہ بھی چپ کر کے بیٹھ جائیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس وقت تعمیری بحث ہونی چاہئے، تنقیدی نہیں ہونی چاہئے۔ میں تمام ایوان کو اپیل کرتا ہوں

> "In the name of Allah the most Beneficent and merciful; In the name of those people who have lost their lives."

خدارا! میں آپ کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں ان ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو جو کہ اس وقت دفن ہو چکے ہیں، جن کے گھر تباہ و برباد ہو چکے ہیں آپ اس کو serious لیں، اس کو ذاتی تنقید یا بحث پر مت لائیں اور ایسا ماحول پیدا کریں جس سے ان لوگوں کو فائدہ ہو نہ کہ وہ لوگ جو بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں وہ بددل ہو جائیں اور ہم ایک قوم کی حیثیت سے دنیا کو یہ تاثر دیں کہ یہ دست و گریبان ہیں۔ خدا کے واسطے یہ وقت بحث کا نہیں ہے، یہ وقت ہمدردی کا ہے، صرف اور صرف ہمدردی کا وقت ہے۔ اگر آپ کی تجویز

جائزاور تعمیری ہو گی تو آپ کو سلام کریں گے۔ اگر تنقید والی بات ہو گی چاہے وہ اس طرف سے ہو یا اس طرف سے تو میں دونوں طرف سے کسی قسم کی تنقید کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں ایوان کو اس چیز کی اجازت دوں گا کہ جہاں تعمیری بحث ہو، تعمیری تنقید ہو، تعمیری بات ہو، تجویز ہو نہ کہ ذاتی بات ہو اور ایک دوسرے پر کیچڑ مت اچھالیں کیونکہ یہ وقت ایسا نہیں ہے۔ آپ نے ان لوگوں کا حال دیکھا ہے خدا کی قسم جب ٹی۔ وی دیکھتے ہیں تو یقین مانیں کہ دل ہل جاتا ہے

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر آبدیدہ ہو گئے)

اس وقت ہماری قوم اس بحث میں پڑے کہ کون چلا رہا ہے، کون یہ کر رہا ہے، کون وہ کر رہا ہے اس وقت یہ بات کرنے کی نہیں ہے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں، اپوزیشن سے التجا کرتا ہوں کہ آئیں ایوان میں بیٹھیں، میں ڈپٹی سپیکر کی حیثیت سے اپوزیشن سے ہاتھ باندھ کر درخواست کر رہا ہوں کہ آئیں بیٹھیں اور تجویز دیں پھر جو بحث کرنی ہے تو کریں۔ یہ میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں، میں یہی درخواست کروں گا کیونکہ اس وقت یہ بات نہ کریں کہ کون کیا کر رہا ہے، کون کیا نہیں کر رہا؟ اس وقت ایک قوم کی حیثیت سے کام کرنا چاہئے۔ یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے، اتنا بڑا سانحہ ہے جو irreparable ہے۔ آؤ مل کر دعا کریں، دعا کریں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز اراکین اسمبلی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے)

اے اللہ! ہمیں اس آزمائش سے سرخرو کر۔ اس ملک اور قوم کو اور ان متاثرین زلزلہ کو دوبارہ آباد و شاد کر۔ اے اللہ! اس مصیبت کی گھڑی میں ہمارے تمام اختلافات کو دور فرما۔ ہمارے اندر وہ جذبہ پیدا فرما جس میں ہم ایک زندہ قوم کی حیثیت سے ان دوستوں کی، ان بھائیوں کی، ان بہنوں کی، ان بزرگوں کی، ان بچوں کی، ان بیٹوں کی، ان بیٹیوں کے لئے ہم مل کر کام کریں۔ یہ وقت ایسا ہے کہ اس میں ہمیں تمام تر ذاتی اختلافات، سیاسی اختلافات کو دور دور تک علیحدہ کرنا چاہئے اور اس وقت ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی قوم بننا چاہئے جس میں لوگ جو ہماری امداد کر رہے ہیں، جو میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم پر احسان کر رہے ہیں، ان بچوں پر احسان کر رہے ہیں جو چھ چھ دن سے، سات سات دن سے دبے ہوئے ہیں ان کو نکالنے میں مدد کر رہے ہیں کہیں وہ بے حوصلہ نہ ہو جائیں کہ یہ قوم اس قابل نہیں کہ ان کی امداد کی جائے۔ خدا کے لئے ہم سب اکٹھے مل کر اس وقت تمام معاملات کو بالائے طاق رکھ کر میری گزارش اپوزیشن سے بھی ہے اور ٹریژری بنچز سے بھی ہے، میری یہ گزارش ایوان اقتدار سے بھی ہے کہ اس وقت سب مل کر کام کریں جو اس میں ہزاروں لوگ شہید ہوئے ہیں، متاثرین زلزلہ اور جو ہیلی کا پٹر

میں شہید ہوئے ہیں یا جو اس کام کے دوران شہید ہوئے ہیں ان کے لئے ہم دعائے مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اے اللہ! اس قوم کی آزمائش میں ہماری مدد فرما اور ہم پر رحم فرما کیونکہ ہم رحم کے قابل ہیں۔ اے اللہ! تو ہی کرم کر کیونکہ ہم امتحان کے قابل نہیں ہیں، تو ہی بخشش کرنے والا ہے، تجھے واسطہ اپنے حبیب کا، تجھے واسطہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کا، تجھے واسطہ ہے خاندان رسول کا، ام المومنین اور تجھے واسطہ ہے بنات رسول بی بی فاطمۃ الزہرہ کا، تجھے واسطہ ہے اہل بیت کا، تجھے واسطہ ہے عشرہ مبشرہ کا، خلفائے راشدین کا، تجھے واسطہ ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کا، تجھے واسطہ ہے چاروں کتابوں، زبور، تورات، انجیل اور قرآن مجید فرقان حمید کا، تجھے واسطہ ہے ابراہیم خلیل اللہ کا، تجھے واسطہ ہے موسیٰ کلیم اللہ کا، تجھے واسطہ ہے عیسیٰ روح اللہ کا، تجھے واسطہ ہے خاتم النبیین سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، تجھے واسطہ ہے اس بابرکت مہینے، ماہ رمضان کا، تجھے واسطہ اس کی طاق راتوں کا، تجھے واسطہ ہے اپنی رحمانیت کا اور اپنے واحدہٗ لاشریک ہونے کا، یا اللہ! تو اس قوم پر رحم فرما، یا اللہ! پاکستان پر رحم فرما، یا اللہ! ان ہزاروں لوگوں پر رحم فرما، یا اللہ! تو ہماری مدد فرما، ہم بے آسرا ہیں، ہم کمزور ہیں، ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے، یا اللہ! تو ہی طاقت ور ہے، تو ہی بادشاہوں کا بادشاہ ہے، ہر چیز تیرے اختیار میں ہے، ہمارے کوئی اختیار میں نہیں، یا اللہ! تو رحم فرما، تو رحم فرما تو رحم فرما۔ ان عاجز ہاتھوں سے یا اللہ یہ گنہگار بندے تیرے آگے دست دعا ہیں۔ اے اللہ تو رحم فرما، اے اللہ تمام قوم پر رحم فرما اور بخشش فرما ان ہزاروں لوگوں پر جو اس جہان فانی سے جا چکے ہیں، یا اللہ کرم فرما ان زخمیوں پر، ان معذوروں پر، ان بچوں اور بچیوں پر رحم فرما۔ جو بے سہارا ہو چکے ہیں، جو یتیم ہو چکے ہیں۔ یا اللہ! تو ان کے لئے بہتری فرما۔ تو بہتر فیصلے کرنے والا ہے، تو بخشش کرنے والا ہے، اے رب! ہماری کوتاہیوں کو مت دیکھ تو اپنی رحمت کی طرف دیکھ، یہ ماہ رمضان ہے، ماہ صیام ہے بابرکت مہینہ ہے، رحمتوں کا مہینہ ہے یا اللہ تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری بداعمالیوں کو، بدکرداریوں کو، سیاہ کاریوں کو، سیاہ اعمالیوں کو، نالائقیوں کو، نافرمانیوں کو، اللہ تو ہی رحم کرنے والا ہے، اس قوم پر رحم فرما، اس ملک پر رحم فرما، اس اسمبلی پر رحم فرما، اس علاقے پر رحم فرما، اس نظام پر رحم فرما، یا اللہ تو ہی بہتر فیصلے کرنے والا ہے اور ہمارے لئے وہی فیصلہ فرما جو تیری نظر میں بہتر ہو۔ یا اللہ ان عاجز ہاتھوں سے ہم تیرے آگے دست دعا ہیں، ہماری اس استدعا کو، اس عاجزانہ التجا کو قبول فرما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،اللھم صلی علٰی محمد وعلٰی آلہ محمد کما صلیت علٰی ابراہیم وعلٰی آل ابراہیم انک حمید مجید، اللھم بارک علٰی محمد و علٰی آلہ محمد کما بارکت علٰی ابراہیم و علٰی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس وقت میں اس التجا سے آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی اور ہمارے ٹریژری بنچز کے بھائی باہم فیصلہ کریں گے اور ہم اس کو قبول کریں گے اور جو بھی ایجنڈا آپ رکھیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے پورا ایوان اس کی تائید کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں راجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم کیوں رکھیں، ٹھیک ہے ان کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔In House جو بات ہو رہی ہے اس کو delay کرنے والی بات تو نہیں کہ کل کے لئے رکھ لیں یا جمعرات کے لئے رکھ لیں، آج کے لئے رکھیں۔ آج نماز کے وقفے کے بعد ہم بیٹھتے ہیں، ہم تجاویز دیتے ہیں یہ اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اجلاس کے بعد چیمبر میں آ جائیں، تجویز دیں اس پر ایجنڈا بنانا ہو گا۔ آپ آئیں اور بیٹھیں اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم آپ کے پاس چل کر آتے ہیں، ہم آپ کے چیمبر میں آتے ہیں، اگر آپ ہمارے چیمبر میں نہیں آتے تو میں آپ کے چیمبر میں آتا ہوں اس میں بری بات کیا ہے؟ گورنمنٹ آپ کے چیمبر میں آتی ہے، اپوزیشن کے کمرے میں آتی ہیں اور وہاں فیصلہ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں آج کی کارروائی ملتوی کروں وزیر صحت میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی رپورٹ پیش کریں گے۔

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ بابت

سال 04-2003 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR HEALTH:I lay the Annual Performance Report of Medical and Health Institutions for the years 2003 and 2004.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Performance Report of Medical and Health Institutions for the years 2003 and 2004 has been laid.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 20۔اکتوبر 2005 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔